# تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۹ | ۱۰ مئی ۱۹۸۲ء | ۱۵ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ | شمارہ ۱۳

زرتعاون

| | |
|---|---|
| اندرون ملک | بیس روپے |
| فی پرچہ | ایک روپیہ |
| بیرون ملک بحری ڈاک جملہ ممالک | ۵ پونڈ |
| ہوائی ڈاک | |
| ایشیائی ممالک | ۷ پونڈ |
| افریقی ممالک | ۸ پونڈ |
| یوروپ و امریکہ | ۱۰ پونڈ |


اداریہ

شمس الحق ندوی

## ہماری زندگی کا قابلِ غور پہلو

آج کے بگڑے ہوئے حالات میں جس کی گرمی اور آنچ ہم سب محسوس کر رہے ہیں، اگر کوئی چیز انسانی کردار تعمیر کر سکتی ہے تو وہ یہ خیال و یقین کہ کوئی علیم و خبیر ہمارے ہر ہر عمل بلکہ دل کے اندر پوشیدہ خیالات و جذبات کو اس سے بھی بہت صاف دیکھ رہا ہے جتنا کوئی بہتر سے بہتر کیمرہ، جو ہمارے حرکات و سکنات کی تصویر لیتا ہے یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ۔ کیمرہ تو صرف ہمارے ظاہر کی تصویر لیتا ہے لیکن وہ عالم الغیب تو ہمارے احساسات تک سے باخبر ہے۔

اگر کوئی شخص غلط کام کرنے کا ارادہ کرے لیکن چند منٹ پہلے اس کو معلوم ہو جائے کہ یہاں کچھ ایسے آلات نصب ہیں جو ہمارے اس عمل کی تصویر لے لیں گے اور ہمیں رسوائے زمانہ کر دیں گے۔ تو کیا اس کے بعد بھی وہ اس غلط کام کی جرأت کرے گا؟ تو پھر اس ذات پر یقین جو کھلے چھپے ہر عمل سے باخبر ہے کیسے کسی غلط کام کی جرأت پیدا ہونے دے گا۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم تاریخ اسلام کا صرف ایک واقعہ بیان کرتے ہیں،

ع۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ایران کے پایۂ تخت مدائن کی فتح کے وقت کسریٰ کا تاج جو کروڑوں روپے کی مالیت کا تھا ایک غریب سپاہی کے ہاتھ لگتا ہے اور وہ اس کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے امیر لشکر کو پیش کر دیتا ہے اور امیر جب اس سے نام پوچھتا ہے تو سپاہی جواب دیتا ہے کہ میں نے جس کے لئے یہ کام کیا وہ میرا نام جانتا ہے۔

ہم آپ تاریخ میں یہ واقعہ پڑھتے ہیں علماء اور واعظین کے مواعظ و تقریروں میں سنتے ہیں اور بس! ہم آپ سے کہتے ہیں کہ سپاہی کے ان الفاظ پر "میں نے جس کے لئے یہ کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے" غور کریں۔ اگر ہم کسی مسجد کے متولی ہیں تو اپنی ذمہ داری کا ناقدانہ جائزہ لیں، کسی انجمن کے امین و خزانچی ہیں تو اپنے دل سے سوال کریں۔ اور اگر کسی یتیم خانہ کے ذمہ دار ہیں تو ان یتیم بچوں کی معصوم صورتوں کو دیکھیں اور اپنی ذمہ داری پر غور کریں۔ یہ یتیم بچے، جن کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہے وہ اپنے باپ کی پدرانہ شفقتوں سے محروم ہیں اور اب ہم ان کے باپ کی جگہ مقرر کر دئے گئے ہیں، ہم سوچیں کہ خدانخواستہ ہمارا بچہ اس حال میں ہو تو دل پر کیا گزرے گی ہمیں تو اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہئے کہ خدا نے ہم کو ان یتیموں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سونپی ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اور یتیموں کی پرورش کرنے والا روز قیامت قریب قریب ہوں گے آپ نے دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا کہ اس طرح قریب ہوں گے۔ انگوٹھا اور بیچ کی انگلی اٹھا کر دکھایا۔ ایک صحابی آپ سے دل سخت ہونے کی شکایت کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں کہ، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو دل میں نرمی پیدا ہوگی۔ اب اگر نعوذ باللہ ہم اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں تو جس نے ان بچوں کو یتیم بنایا ہے اور ہم کو ان کا والی: اس کا ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، اس نے بڑی وضاحت کے ساتھ اعلان فرمایا،

لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ — اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریقے سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔

دوسری آیت میں فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔ — جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

اسی طرح سے اگر ہم کسی رفاہی سوسائٹی کے ذمہ دار ہیں جس کا تعلق غرباء و مساکین سے ہے ان بیواؤں سے ہے گردش ایام نے جن کا سہاگ لوٹ لیا ہے تو ہماری ذمہ داری کتنی نازک ہے ہم کتنا پھونک پھونک کر قدم رکھیں تو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکیں گے۔

اسی طرح سے اگر ہم کسی مدرسہ سے متعلق ہیں جو سراسر قومی ملی امانت ہے تو ہماری ذمہ داری کتنی نازک ہے؟

اسلام نے حقوق کی اجمالی تقسیم دو طرح کی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کو توبہ و استغفار کے بعد معافی کا اعلان فرما دیا ہے لیکن حقوق العباد کے بارے میں فرمایا کہ بندہ معاف کرے تو میں معاف کروں گا حتی کہ شہداء جنھوں نے اللہ کے نام پر گردن کٹا دی اور جن کے سارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے، حقوق العباد ان سے بھی نہ معاف ہوں گے۔

مسجدیں، مدرسے، یتیم خانے اور سوسائیٹیاں تو ایسی چیزیں ہیں جن سے ہزاروں کے حقوق وابستہ ہیں یہاں تو اگر ایک پیسہ بھی ہماری کوتاہی سے ضائع ہوتا ہے تو اس ایک پیسے کے لئے ہزاروں ہمارا دامن پکڑیں گے۔ یہ ذمہ داری بہت نازک ہے۔ اس نازک ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہمیں اس سپاہی کے الفاظ یاد رکھنے چاہئیں کہ،

"میں نے جس کے لئے یہ کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے"

(بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ Rs 24/25 کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔



کتاب و سنت سے

## دعا اور قبولیت دعا

مولانا سید عبد الحی حسنی رح

آیات:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ (بقرہ - ۱۸۶) — اور جب تم سے میرے بندے میری بابت سوال کریں تو کہہ دو کہ بیشک میں قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ (مومن - ۶۰) — مجھ کو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے از راہ تکبر کنیاتے ہیں عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ۔ (نمل - ۶۲) — بھلا کون بے قرار کی فریاد کو پہنچتا ہے جب کہ وہ اس کو پکارتا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دعا عبادت ہی ہے۔ (ابو داؤد و ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر (یعنی آنے والی آفات و بلیات) کے فیصلہ کو دعا ہی بدل سکتی ہے، اور نیکی عمر کو بڑھاتی ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو درداء رض سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے تجھ کو بھی یہی بھلائی ملے جو تو اس کے لئے مانگ رہا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں اگر جلدی نہ کرو، اور یہ نہ کہو کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا یا حضرت کون سے وقت دعا قبول ہوتی ہے فرمایا پچھلی رات کو اور ہر فرض نماز کے بعد۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دیتے تھے۔ (ابو داؤد)

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہی ہوتی تھی، اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا)۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بزرگ و برتر اور حلم والا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ (اے اللہ میں عاجز ہونے اور سستی کرنے اور بزدلی اور بڑھاپے اور بخل سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں)

حضرت زید بن ارقم رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا وَأَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔ (اے اللہ میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں عاجز ہونے (یعنی عبادت سے عاجز ہونے) اور اچھے کاموں میں سستی کرنے اور بزدلی اور بخل سے اور بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے اے اللہ میرے نفس کو پرہیزگاری عطا فرما اور اس کو پاک کر اور تو بہتر پاک کرنے والا ہے اور تو ہی اس کا مالک اور کارساز ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اور اس علم سے جو نفع نہ بخشے اور اس دل سے جو نہ ڈرے یا ذکر سے تسکین نہ پائے، اور اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ (اے اللہ! میں نے تیری فرمانبرداری کی اور تجھ پر ایمان لایا اور تیری ذات پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوا اور تیری مدد کے ساتھ میں مخالفوں سے جھگڑا اور تیری طرف سے اپنا مقدمہ پیش کیا تو میرے اگلے پچھلے ظاہر اور پوشیدہ گناہوں کو بخش دے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے (یعنی اپنی رحمت) اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں، نہ قوت ہے نہ طاقت مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے، اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِيَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ۔ (اے اللہ میرا دین درست کر کہ وہ میرے بچاؤ کا سامان ہے اور میری دنیا درست کر کہ اس میں میری زندگی ہے اور میری آخرت درست کر کہ وہی میرا ٹھکانا ہے اور میری زندگی کو زیادہ کر ہر بھلائی کے ساتھ، اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے آرام کا سبب کر)۔ (مسلم)

حضرت ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طور سے دعائیں کیں، لیکن ہمیں اس میں سے کچھ حصہ یاد نہ رہا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے بہت دعائیں کیں مگر ہم کو کچھ بھی یاد نہ رہا۔ آپ نے فرمایا میں تم کو ایسی دعا نہ بتلا دوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہو (یعنی یہ تمام مضمون اس میں آ جائے) پھر آپ نے فرمایا کہو، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو تیرے نبی محمد نے تجھ سے مانگی ہے اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے نبی نے پناہ مانگی ہے، اور تجھی سے اعانت طلب کی جاتی ہے اور تو ہی مراد کو پہنچانے والا ہے اور نہ قوت ہے نہ طاقت مگر اللہ کی مدد سے) (ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن بریدہ رض اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ (اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں، اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں (تو) ایک ہے معبود برحق جو بے نیاز ہے نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں)۔ یہ کلمات سنکر آپ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے اس نام کا واسطہ دے کر مانگا کہ اس کا واسطہ دیکر مانگنے سے وہ دیتا ہے اور جب اس نام کے واسطے سے دعا کی جاتی ہے تو وہ دعا کو قبول کرتا ہے۔ (ابو داؤد و ترمذی)

# خمینی انقلاب اخوان المسلمین کی نظر میں

ترجمہ: حشمت اللہ ندوی

اخوانی مجاہدین کا شام سے نکلنے والا رسالہ "الدعوۃ" ایرانی انقلاب پر جس کو اسلامی انقلاب کا نام دیا گیا ہے لکھتا ہے:

ایران کے وزیر خارجہ نے اپنے آخری دہشت پسندانہ بیان میں شام کے اخوانی مجاہدین کے خلاف زہر افشانی کرکے شام اور ایران ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ جس بدسلوکی کا مظاہرہ کیا ہے وہ اسلامی اقدار و روایات پر بدنما داغ ہے ایرانی حکام نے واقعات کے صحیح رخ پر غلط پروپیگنڈوں کا جو پردہ ڈال رکھا تھا وہ حالات کا جائزہ لینے والے انصاف پسند افراد کے سامنے واشگاف ہونے لگا ہے اب تک ہم ان کی غلط بیانیوں پر خاموش رہے لیکن اب مزید خاموشی ہمارے موقف کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم تصویر کا صحیح رُخ پیش کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ایرانی حکام سے اخوان کا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس لئے روابط کی کشیدگی یا کمزوری کی بات بے بنیاد ہے، لیکن ایران کے حکام نے ہمیشہ اخوان کے ساتھ غیر منصفانہ اور معاندانہ رویہ اختیار کیا اور ہم نے صبر و ضبط اور حکمت عملی سے کام لیا۔ غالباً انھوں نے ہماری اس خاموشی کو کسی کمزوری پر مبنی سمجھا۔

جب انھوں نے تہران میں اپنے کٹ فکر کے علاوہ ایران و افغانستان کے دیگر اسلامی مکاتب فکر کے ساتھ مجرمانہ برتاؤ کیا تو ہم نے اس کے لئے وجہ جواز تلاش کی اور شکوک و شبہات دور کرنے کی کوشش کی حالانکہ اس طرح کے اقدام کا انھیں کوئی جواز نہیں تھا۔

جب انھوں نے حکومت کی طرف ہاتھ بڑھایا تو ہم نے اس کا سبب دریافت کیا۔ لیکن ان سے ہمدردی رکھنے والوں نے ہمیں یہ کہہ کر خاموش کیا کہ وقتی ضرورت کے تحت ایسا کیا گیا ہے۔ دونوں ملکوں میں روابط بڑھتے گئے یہاں تک کہ دونوں کے درمیان امن و سلامتی اور طاقت کا متبادل ربط قائم ہو گیا۔ اس وقت لوگوں نے یہ کہا کہ موجودہ داخلی اور خارجی حالات کے پیش نظر وہ اس تعاون کے لئے مجبور ہیں۔

لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوئی۔ انھوں نے عرب ممالک اور بین الاقوامی اسمبلیوں کے اسلام دشمن اور لادینی عناصر سے دوستانہ روابط پیدا کئے۔ انھوں نے اپنی کانفرنسوں میں دنیا کی تمام تنظیموں کے نمائندے بلائے، لیکن اسلامی تنظیموں کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت نہیں دی، ویتنام اور کوریا سے لے کر عدن اور ایتھوپیا تک اسلام دشمن عناصر ان کے دوست ہیں۔ پھر وہ اپنی اسلام دشمنی پر یہ کہہ کر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں کہ ہم صیہونی دشمن سے اسلحہ خریدنا چاہتے ہیں۔

اس پوری مدت میں شام کی خبر رساں ایجنسی نے دیگر خبر رساں ایجنسیوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ایرانی رہنماؤں کے ایسے بیانات شائع کئے جنھوں نے اخوانی مجاہدین کے کردار کو مجروح کیا اور اسلامی انقلاب کی اہمیت کم کی۔

اس طرح کے بیانات وقتاً فوقتاً آتے ہی رہتے تھے لیکن وزیر خارجہ کے موجودہ بیان نے اس بات کا ٹھوس ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ ایرانی رہنماؤں نے اخوان کے خلاف اعلان جنگ کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

**کیا اس کے بعد بھی ہم ان سے عدل و انصاف، اخوت و ہمدردی اور وسعت و رواداری کی توقع رکھ سکتے ہیں؟ کیا اب بھی ہم باور کر سکتے ہیں کہ وہ مذہبی عصبیت کے تنگ دائرہ سے نکل کر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کریں گے؟**

**کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ وہ ایران ہی کی طرح تمام عالم اسلامی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہتے ہیں**

وہ انتہائی خود غرض اور متعصب ہیں اسلام کے خلاف صیہونیت کے ساتھ ان کی دوستی اور وفاداری ہے۔ ان کا تعلق ایک مخصوص مذہبی جماعت سے ہے جو سیاسی مفاد کے لئے اسلام کے نظام عدل اور اس کے بلند مقاصد سے منحرف ہو گئی ہے۔

جنھوں نے ابتداء میں ایران کے نام نہاد اسلامی انقلاب کی حمایت میں صدا بلند کی تھی خواہ وہ شام کے باشندے ہوں یا فلسطین کے، آج ان کا موقف بدل چکا ہے ان کے سامنے اس انقلاب کے لیڈروں کے سیاسی اور دینی مقاصد واضح ہو چکے ہیں۔ شامی انقلابیوں کے سلسلہ میں اسد حکومت کا ظالمانہ رویہ اور ایرانی لیڈروں کے مجرمانہ برتاؤ کی سب نے مذمت کی ہے۔ اب کسی عرب یا دنیا کے کسی مسلمان سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ایران کے ظالم اور مستبد حکام نے صیہونیوں کے اسلحہ خریدے ہیں۔ اس کا سب سے اہم ثبوت یہ ہے کہ حافظ الاسد سے انھوں نے دوستی کی ہے۔

ایرانی لیڈر اخوان المسلون کی تحریک،

بقیہ ص: ۷

سکیں۔ جو اسلام سے بالکل بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کو بتایا جائے کہ ان کے آباء و اجداد نہ صرف مسلمان تھے بلکہ وہ اسلام کے مبلغ اور دین کی اعانت کرنے والے تھے۔ امید ہے کہ وہ ضرور اسلام میں واپس آجائیں گے۔ اس مبارک کام کو کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارا یہ دین اسلام کا اجارہ، ہرگز بلکہ ملکہ دوسرے صوبوں میں بھی اسلام پھیلے گا۔ جہاں کے مسلمان اسلامی مبلغین اور علمائے دین کی کمی بُری طرح محسوس کرتے ہیں۔

ایک زمانہ میں برازیل کا شمالی مشرقی حصہ مغربی کرۂ ارض میں اسلام کا مرکز تھا وہ افریقی غلام جو شمالی اور جنوبی امریکہ میں کھیتوں میں کام کرنے کے لئے یورپی تاجروں کے ذریعہ لائے جاتے تھے ان میں سے بہت سے مسلمان تھے۔ ان لوگوں نے اپنی سی ہر امکانی کوشش کی کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ لیکن ان کے آقاؤں نے ان پر بڑے اذیت ناک مظالم ڈھائے اور ان کے لئے رہن سہن کے حالات ناقابل برداشت بنا دئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل نہیں ہو سکیں۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کی جو دوسری لہر آئی اس کے کچھ اثرات اب بھی باقی رہ گئے ہیں۔ برازیل میں باہر سے آنے والے لوگوں میں افریقی لوگوں کا گروہ بہت دیر تک اسلام پر قائم رہا اور وہ صدیوں تک مسلمان رہے۔ انھوں نے اپنے غیر مسلم آقاؤں کے خلاف انیسویں صدی عیسوی میں کئی مرتبہ ان کی اسلام دشمنی کی نسبت بغاوت کی لیکن برازیل کی حکومت وقت نے سختی سے ان لوگوں کی بغاوت کو کچل دیا۔ اس نے عملاً تمام اسلامی اداروں کو تباہ کر دیا اور اس طرح ان جماعتوں سے اسلام کو ختم کر دیا۔ لیکن آج بھی ایک سیاح کو برازیل کے صوبہ بہائیہ میں بعض کالے خاندان مسلمان ملیں گے۔ گو اقتصادی طور پر وہ بہتر حالات میں ہیں مگر اسلامی طرز زندگی کے لئے وہ مدد کے متلاشی ہیں۔ اگر بغیر وقت ضائع کئے ہوئے ان کی مدد کی جائے تو وہ ایک مرتبہ پھر اسلام کی روشنی کو براعظم جنوبی امریکہ میں پھیلا سکتے ہیں۔ اب یہ آزاد مسلم ممالک کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کی مدد کو پہنچیں کیونکہ صوبہ بہائیہ کے مسلمان غیر مسلم معاشرے میں مدغم ہونے اور شکست و ریخت کے دہانے پر کھڑے ہیں اور وہ بغیر بیرونی امداد کے اسلام کے احیاء کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔



# یوروپ میں دارالعلوم

سالہا سال سے دنیا کے مختلف ممالک سے مسلمان اپنے اہل و عیال سمیت یوروپ میں اور خصوصاً انگلینڈ میں آباد ہیں۔ ان کے یہاں آنے کی غرض صرف اور صرف کسب معاش اور روزی کی تلاش ہے۔ بہت سارے اس میں کافی ترقی کر کے آگے بڑھ گئے اور اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گئے مگر ساتھ ہی آخرت کی ابدی کامیابی سے وہ محروم تھے۔ اس لئے کہ اس دار کفر و الحاد میں کوئی جماعت یا کوئی ادارہ ایسا نہیں تھا جو ان مگر ہوں کی راہنمائی کرتا اور ان خدا ناآشناؤں کو خدا آشنا کرتا اور دین بیزاروں کو دین کا متوالا بناتا۔ جس کے نتیجہ میں بہت سے مسلمان اپنے آبائی مذہب اور دینی طور و طریق کو بھول گئے تھے۔ لباس، وضع، رہن سہن، اخلاق و عادات بلکہ تبدیل کر چکے تھے۔ عبادات کا تو ذکر ہی کیا اسلامی شعائر سے بھی ناآشنا ہو چکے تھے مگر جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ خدا کی مشیت ہر گمراہی کے بعد ہدایت کی مشعل روشن فرماتی ہے۔ ۱۵-۲۰ سال ہوئے کہ یہاں کے مسلمانوں میں دینی شعور و احساس پیدا ہونا شروع ہوا۔ اور وہ اپنے اصل مقصد (حیات اخروی) کی طرف متوجہ ہونا شروع ہوئے اور وہ خدا کے فضل و احسان سے یہ سمجھنے لگے کہ ایمان و اسلام سب سے بڑا قیمتی سرمایہ ہے اور اس کے بعد سب سے بڑی دولت ہماری اولاد ہے جن کے متعلق یہ بہت بڑا خطرہ تھا۔ اور اب بھی ہے کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل کر غیروں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی، اور غیروں کے مسموم تعلیمی و تہذیبی اثرات سے متاثر ہو کر شرم و حیا، اسلامی اخلاق و اطوار حتیٰ کہ ایمان و اسلام سے بھی محروم ہو جائے گی اس احساس کے پیش نظر انھوں نے اپنے ایمان و اولاد کی حفاظت کے لئے مساجد و مکاتب قائم کرنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ پورے انگلینڈ میں سیکڑوں مساجد و مکاتب قائم ہوئے اور موجود ہیں اور انشاء اللہ تا قیام قیامت ہوتے رہیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

**خشت اول:** انگلینڈ میں مدتوں سے آباد مسلمانوں میں اس دینی شعور و بیداری کے باوجود کوئی ایسا ادارہ موجود نہیں تھا جس میں قرآن و حدیث، فقہ و تاریخ اور علوم دینیہ و فنون اسلامیہ کی تعلیم ہو اور جس کا مقصد بنا، ایسی اہل حق کی جماعت پیدا کرنا ہو جو دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر مسلمانوں کے مساجد و مدارس میں ائمہ اور مدرسین کی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ یہاں کی قومی و ملکی زبان سے اچھی طرح واقف ہونے کی بنا پر دیگر اقوام میں اسلام کی تبلیغ کر سکے اور اسلامی حصار کے لئے بنیان مرصوص بن سکے۔ چنانچہ مالک الملک کا فضل و احسان کہ اس کار خیر اور اس دینی و ملی ادارے کا خیال اس نے حضرت مولانا یوسف متالا صاحب مہتمم دارالعلوم اور مجاز حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کے قلب مبارک میں پیدا فرمایا اور ۱۹۶۹ء میں مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے سامنے یہاں کے تفصیلی حالات اور یہاں پر کام کی مشکلات کو پیش فرمایا اور اپنے ارادے کے ذکر کے ساتھ دعا کی درخواست بھی کی۔ حضرت نے نہایت غور سے سننے کے ساتھ بہت ہی مبارک دعاؤں سے نوازا اور اپنی جیب خاص سے ہدیۂ مبارکہ مبلغ ۲۵ پونڈ عنایت فرمائے۔ گویا کہ حضرت نے اس خیال کو عملی شکل دی۔ اور گویا سب سے پہلے آپ نے دارالعلوم کی خشت اول اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھ دی اور اس حیثیت سے آپ ہی دارالعلوم کے بانی اول ٹھہرے۔ اور جب دارالعلوم کی تحریک شروع ہوئی تو پھر دوبارہ حضرت اقدس نے مزید دو سو پونڈ بطور چندہ مرحمت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے اس گرانقدر عطیہ کو قبول فرمائے اور اس ادارے کے علمی فیض کو تا قیامت باقی فرما کر ہم سب کے لئے خصوصاً حضرت کے لئے صدقۂ جاریہ و باقیات صالحات گردانے۔ آمین

**دعائے افتتاح:** حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہ کی اس ہمت افزائی اور خاموش اشارے سے دارالعلوم کے لئے ۱۹۶۹ء کے اواخر میں باقاعدہ عملی کوشش کر دی گئی۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں حضرت جی حضرت مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ امیر جماعت تبلیغ۔ عالمی دورہ پر برطانیہ بھی تشریف لائے ہم نے موقع غنیمت جان کر حضرت موصوف کی خدمت میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کے مشاورتی اور اپنے ارادے کا ذکر کر کے رسم افتتاح اور دعائے افتتاح کی گزارش کی جو موصوف نے باوجود مصروفیت اور تنگیٔ وقت کے منظور فرما کر شرف قبول بخشا اور بولٹن کی عید مسجد میں مختصر بیان کے بعد طویل اور پُر اثر دعا فرمائی جس کی قبولیت کے نتیجہ میں دارالعلوم وجود میں آیا۔ اللھم زد فزد۔

یہاں کے سرکاری قوانین کی وجہ سے دارالعلوم کے لئے کوئی چھوٹی سی عمارت مختصر جگہ کافی نہیں تھی بلکہ اکسس بڑی عمارت اور وسیع جگہ کے لئے کوشش ہوتی رہی۔ مسلسل چار سال کی جد و جہد کے بعد مانچسٹر کے قریب کوئی بیس میل کے فاصلہ پر نہایت پرفضا اور خوشنما بلندی پر واقع ایک سرکاری شفاخانہ (ہسپتال) خیراتی جگہ لاگت ایک لاکھ پندرہ ہزار پونڈ تھی۔ جو خدا کے بھروسے اور ملک و بیرون ملک کے مسلمانوں کے چندہ و اعانت سے پوری کی گئی۔

**دارالعلوم کا محل وقوع:** انگلینڈ کا نہیں بلکہ پورے براعظم یورپ کا یہ پہلا دارالعلوم دنیا کے مشہور تجارتی اور ثقافتی شہر مانچسٹر سے قریباً ۲۰ میل دور جانب جنوب میں ایک نہایت پُر فضا بلندی پر واقع ہے۔ عمارت سفید (بھورے) پتھروں سے بنی ہوئی نہایت خوبصورت اور پُرکشش ہے۔ اسمیں قریباً ۱۲۰ کمرے ہیں۔ عمارت کے آس پاس آٹھ ایکڑ زمین دارالعلوم کی ملکیت ہے جس میں چاروں طرف خوش رنگ پھولدار پودے اور بلند قامت خوبصورت درخت کھڑے ہیں۔ آب و ہوا کی لطافت اور صفائی کی وجہ سے حکومت نے یہاں ٹی۔ بی (T.B.) کا ہسپتال بنایا اور بعض روایات کے مطابق جنگ عظیم کے دوران محفوظ اور غیر معروف ہونے کی بنا پر سرکاری راز داری کا کام بھی اس عمارت سے لیا گیا تھا۔ مگر بعد میں بعض وجوہ سے ہسپتال بند کر دیا گیا۔ اور یہ جگہ بیچ دی گئی جو دارالعلوم کے مقدر میں آئی اور اب یہاں سے جسمانی صحت کے ساتھ روحانی تربیت کا سامان بھی خدا نے اپنے فضل سے پیدا فرما دیا۔ فالحمد للہ علی نعمائہ۔

بلندی (ٹیلے) کے دامن میں ہولکمب (HOLCOMBE) نامی ایک چھوٹا سا گاؤں آباد ہے۔ جہاں مسلمان معدودے چند ہیں باقی ساری آبادی گورے (انگریزوں) کی ہے۔

اس کے دامن میں چاروں طرف ۳۰-۴۰ میل کے دائرے میں واقع قصبات خلاً برلٹن، پرسٹن۔ بلیک برن۔ بری۔ راچڈیل۔ برنلی، اولدھام۔ ڈیوز بری۔ باٹلی۔ براڈفورڈ۔ ڈارون وغیرہ میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد آباد ہے جو زیادہ تر ہندو پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ دور و دراز علاقوں میں بڑے شہروں میں اور قصبات میں بھی مسلمانوں کی کافی تعداد آباد ہے مثلاً لندن، برمنگھم۔ لیسٹر۔ کوینٹری۔ واسال۔ مانچسٹر، گلاسگو۔ ایڈنبرا۔ ڈنڈی۔ لیورپول وغیرہ ایک تازہ اخباری اطلاع کے مطابق برطانیہ میں مختلف ممالک کے آباد مسلمانوں کی تعداد ۲۰ لاکھ کے قریب ہے۔

**مسلمانوں کی دینی حالت:**

الحمد للہ کہ کچھ تو تبلیغی جماعتوں کی آمد و رفت اور محنت سے اور کچھ دارالعلوم کے دینی اثر سے اور کچھ بزرگان دین کے اصلاحی دوروں اور حکیمانہ مواعظ سے مسلمانوں میں کافی دینی بیداری اور شعور پایا جاتا ہے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا مسلمانوں کی کوئی آبادی ایسی نہیں ہے جہاں مدرسہ نہ پایا جاتا ہو اور جہاں کے مسلمان اپنے اور اپنی اولاد کے دین و ایمان کے بارے میں فکرمند نہ ہوں۔ مساجد خصوصاً جمعہ اور عیدین کے دن نمازیوں سے پُر ہو کر تنگ معلوم ہوتی ہیں۔ رمضان المبارک میں تو رات ان آباد اور معمور رہتی ہیں اور وہ دینی چہل پہل ہوتی ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے تو آپ یہ بھول جائیں گے کہ ہم کسی خدا فراموش بے دین گھر والحاد کے ملک میں ہیں عورتیں اور بچے تک ۲۰-۳۰ گھنٹے لمبے روزے رکھتے ہیں گھروں میں بھی تلاوت ہوتی ہے۔ مکاتب میں بچوں کی تعداد روز افزوں ہے۔ دو ایک سال پہلے جو عمارتیں دس سال تک کے لئے بہت کافی اور وسیع سمجھی جاتی تھیں وہ ابھی سے ناکافی اور تنگ پڑ رہی ہیں جس کو دور کرنے کے لئے نئے مکانات خریدے اور تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ اس گندے معاشرے میں جہاں سُور اور شراب جیسی نجس اشیاء بھی طیب اور مفرح قلب سمجھی جاتی ہیں وہاں مسلمانوں کے دینی غیرت و احساس سے حلال و حرام چیزوں کی پہچان کے لئے ان اشیاء کے نام کی فہرست تیار کر کے سیکڑوں میں آویزاں اور لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ باقی ساری آبادی گورے (انگریزوں) کی نوجوانوں میں کالجوں کی ایمان و حیا سوز تعلیم

کے باوجود دینی احساس اور اپنی شکل وصورت کے اسلامی بنانے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے بہت سے نوجوانوں کے چہروں پر داڑھیاں نظر آتی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ انڈونیشیا اور ملیشیا کے وہ طلبہ قابل صد تحسین ہیں جو اپنے گھروں سے محض دنیوی تعلیم کے حصول کے لئے یہاں آتے ہیں مگر جب واپس جاتے ہیں تو ان کی صورت اسلامی اور ان کے دل نور ایمانی سے معمور ہوتے ہیں ان کے گھر والے بھی تعجب کرتے ہیں کہ یہ یوروپ سے آرہے ہیں یا کسی اسلامی پابند شریعت ملک سے یہ یہاں کی اسلامی مساعی کا بیّن ثبوت ہے۔ خداوند کریم اس میں اور بھی ترقی اور اخلاص عطا فرمائے۔ آمین۔ مبالغہ نہ ہوگا اگر بعض ان حضرات کا قول نقل کر دیا جائے جو امریکہ اور یورپ کے مقامات کا مشاہدہ کرنے کے بعد یہاں کے مسلمانوں کی دینی حالت دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ "یہ تو یوروپ کا مکہ مدینہ معلوم ہوتا ہے" لیکن پھر بھی اس پر قناعت کرکے مطمئن ہو جانا درست نہیں۔ اب بھی یہاں بہت سے مسلمان دین سے غافل اور خدا و رسولؐ سے دور ہیں نہ حلال وحرام کا خیال ہے نہ شرم وحیا کا پاس ہے لہذا ان کی دینی اصلاح کی فکر و محنت اور ان کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

**دار العلوم کی بسم اللہ:** خیر یہ تو ایک جملۂ معترضہ تھا۔ اصل میں تو دار العلوم کے حالات مقصود ہیں مگر ساتھ ہی یہاں کے مسلمانوں کے دینی حالات سے بھی لوگوں کو باخبر کرنا مناسب معلوم ہوا۔ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ دار العلوم کے لئے مسلمانوں کے تعاون سے عمارت نہیں بلکہ ایک چھوٹی سی بستی خریدی گئی پھر ۱۹۷۳ء کا سال تھا ڈیڑھ دو سال تک اسکیمیں تیاری مرمت وغیرہ کرکے ۱۹۷۵ء کے اواخر میں تعلیمی بسم اللہ کی گئی۔ ابتدا میں صرف ۱۶ طلبہ تھے مگر اب چھ سات سال کے بعد طلبہ کی تعداد تین سو سے تجاوز کر گئی ہے۔

**تعداد طلبہ واساتذہ وملازمین:**

دار العلوم میں طلبہ کی تعداد اس سال ۸۲ء میں اصحاب بدرؓ کی تعداد کے موافق تین سو تیرہ ہے۔ جن میں ۲۶۰ طلبہ پورے برطانیہ کے مختلف اطراف وجوانب کے ہیں جو زیادہ تر ہند و پاکستان اور بنگلہ دیش کے ہیں باقی ۵۰-۶۰ طلبہ دنیا کے دیگر مختلف چودہ ممالک کے ہیں جن میں امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبیا، زمبابوے، ری یونین، نائیجیریا، باربادوس سعودی عرب اور یوروپ کے دوسرے مقامات قابل ذکر ہیں۔ اساتذہ وملازمین کی کل تعداد ۴۰ کے قریب ہے ان میں درجات عربی کے گیارہ درجات حفظ کے گیارہ۔ درجات انگریزی کے چھ۔ درجہ قرأت وتجوید۔ ان کے علاوہ دفتر و حساب۔ مطبخ، باغبانی، نگرانی وصفائی کے لئے دیگر دس ملازمین ہیں۔ حکومت مصر کی جانب سے طلبہ کو عربی مع انگریزی سکھانے کے لئے جامعہ ازہر کے ایک استاذ شیخ عبد اللطیف صاحب مصری کئی سال سے دار العلوم میں متعین ہیں۔ تعلیمی معیار نہایت بلند ہے۔ دیوبند و ندوہ کا ملا جلا کورس مرتب کیا گیا ہے۔ مدت فراغت چھ سال ہے۔ اس کے بعد درجات تخصص اور افتاء ہے۔ الحمد للہ امسال دار الافتاء قائم ہو کر تدریس بھی شروع ہو چکی ہے۔

**انگریزی اسکول:** عربی، اردو، حفظ و تجوید وخطاطی کے علاوہ انگریزی زبان وعلوم سکھانے کے لئے دو سال سے حکومت کی منظوری سے دار العلوم میں انگلش سیکنڈری اسکول بھی شروع کیا گیا ہے جس میں دس سال کے اوپر کے طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں۔ اس وقت اسکول کے طلبہ کی تعداد دار العلوم میں دو سو کے قریب ہے جن میں حساب، ریاضی، تاریخ، جغرافیہ سائنس وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے اور C.S.E. اور O LEVEL کا بھی انشاء اللہ انتظام کیا جائے گا۔

اس سات سال کے عرصہ میں دار العلوم سے ۵۰ طلبہ حافظ قرآن ہوئے۔ ۱۲ طلباء نے سند قرأت وتجوید حاصل کی اور سال گزشتہ چار طلبہ نے سند فراغت حاصل کی۔ امسال بھی فراغت پانے والے چار طلبہ ہیں۔

**دار العلوم کا آمد وصرف:** طلبہ کی تعداد اور بڑھتی ہوئی گرانی کے پیش نظر دار العلوم کا صرف ایک ہفتہ کا خرچ تین ہزار پونڈ ہے جو سالانہ ڈیڑھ لاکھ پونڈ سے زائد ہوتا ہے۔ صاحب حیثیت طلبہ سے فی ہفتہ دس پونڈ اور کم استطاعت طلبہ سے پانچ پونڈ فیس لی جاتی ہے بقیہ طلبہ کی کفالت دار العلوم کرتا ہے۔ فیس کی رقم بہت معمولی ہونے سے آمدنی بھی معمولی ہے باقی سارا خرچہ اصحاب خیر کے عطیات وچندہ سے پورا کیا جاتا ہے۔

**بے مثال ایثار:** ہم اس موقعہ پر مسلمانان برطانیہ کے خصوصاً اور دیگر مسلمانان عالم کے عموماً ممنون ومشکور ہیں کہ انھوں نے اس ادارہ کو اپنا ذاتی ادارہ خیال کرکے نہایت فراخدلی اور بلند حوصلگی سے اس کی مالی امداد کی جہاں دیگر دینی امور میں اپنی ملی حمیّت اور مذہبی ہمدردی کا ثبوت دیا وہاں انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں اور اس قومی اور ملی ادارے کے تعاون میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ مرد تو مرد عورتوں تک نے اپنے قیمتی زیورات اور نقد سے تعاون کیا۔ ہر شہر اور قصبہ میں جہاں دار العلوم کے ہم خیال وہمدرد موجود ہیں وہاں اکثر ہر گھر میں دار العلوم کا ایک غلہ (بکس) رکھا ہوا ہے جس میں اپنی آمدنی میں سے پس انداز کرکے لوجہ اللہ روزانہ کچھ نہ کچھ رقم جمع کی جاتی ہے جو ہر ایک دو ماہ کے بعد دار العلوم پہنچائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سال میں ایک مرتبہ ہر قصبہ وشہر میں عمومی چندہ کیا جاتا ہے جس سے دار العلوم کی مالی ضروریات میں کافی سہارا ملتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ان سب کی اس دینی امداد کو قبول فرماکر ذخیرۂ آخرت ووسیلۂ نجات بنا دے۔ ان کی کمائی میں برکت وترقی عطا فرماکر زیادہ سے زیادہ تعاون کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

**زعمار ملت کی آمد وتوجہات:**

چونکہ دار العلوم یوروپ کے قائد ایک ایسے ملک میں قائم ہوا ہے جس میں ہر قسم کے شر وآلودگی کے پائے جانے کے علاوہ کسی زمانے میں اسلام ومسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے کوشاں تھا۔ برسوں تک مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کا داخلہ اس ملک میں ممنوع تھا اور جس کی چیرہ دستیوں سے ملت بیضا کا منظم شیرازہ جس بری طرح منتشر وپارہ پارہ ہوا وہ سب پر عیاں ہے مگر آزر کے گھر ابراہیمؑ کو پیدا کرنے والے اور کعبہ کے لئے صنم خانے سے پاسباں پیدا کرنے والے خدا نے تثلیث کے اس ملک میں توحید کے پرستار اور ایمان واسلام کے مینار کو پیدا فرمایا تو ہر ایک نفس اور ہر ایک طبیعت کو اس کی زیارت اور اس کی ملاقات کا شوق ورغبت کا پیدا ہونا لازمی ہے خصوصاً وہ بزرگان دین جو ہمیشہ دین کی بقا کے لئے بے چین اور اس کی نشر واشاعت میں ساعی و کوشاں رہتے ہیں۔ ایسے اداروں کے قیام سے ان کے دل مسرور اور ان کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ ان کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی میں دریغ نہیں فرماتے ہیں چنانچہ جتنے بھی بزرگان دین واکابرین ملت برطانیہ میں تشریف لائے ان سب نے اپنے اس جگر پارے کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرماکر رہنمائی وہمت افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت اور ان کی مساعی میں برکت فرماکر ملت اسلامیہ کو زیادہ سے زیادہ نفع ان کی ذات سے مرحمت فرمائے۔ ان میں قابل ذکر چند اکابر یہ ہیں:۔

(۱) حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب۔ (۲) حضرت مولانا محمد عمر پالنپوری صاحب۔ (۳) مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی صاحب (۴) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب (۵) مفتی ہند حضرت مولانا محمود الحسن گنگوہی صاحب۔ (۶) فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب (۷) مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب (۸) حضرت مولانا محمد عمران خاں صاحب بھوپالی (۹) شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب مرحوم (۱۰) امام کعبہ حضرت مولانا محمد طہٰ عبد الواسع برکاتی صاحب۔

**بقیہ ص: ۱۵**

تجربات کا نچوڑ اور خلوص پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے ان کا خاص اثر ہوتا ہے جو اس کتاب میں بھی موجود ہے۔ متأخرین اکابر میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے وصیت نامے زیادہ مفصل اور پر از تاثیر ہیں۔ زندوں میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی اور خود مرتب کتاب کے مؤثر وصیت نامے بھی شامل ہیں۔ اگر دوسرے ایڈیشن میں اور وصایا بھی شامل ہو جائیں تو کتاب کی قدر و قیمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مرتب کو جزائے خیر دے اور عام مسلمانوں کو ان وصایا پر کاربند ہونے کی توفیق بخشے۔

نگران اعلیٰ:
**مولانا ابو العرفان ندوی**
مجلس ادارت:
**شمس الحق ندوی**
**محمود الازہار ندوی**
پرنٹر، پبلشر جمیل احمد ندوی نے نیشنل اینڈ کنٹیزس پرائیوٹ لمیٹڈ، ۲۹۔ نول کشور روڈ، لکھنؤ میں طبع کراکے دفتر "تعمیر حیات" شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لئے شائع کیا۔



# وسطی وجنوبی امریکہ اور جزائر غرب الہند میں اسلام کا مستقبل

از: محمد سمیع اللہ، سکریٹری اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ اسلام آباد

## برازیل (BRAZIL):

برازیل کی آبادی ۱۲ کروڑ ہے جو رقبہ کے لحاظ سے براعظمی حیثیت کا حامل ہے۔ زیادہ تر باشندے کیتھولک مذہب کے پیروکار ہیں جب کہ عربی النسل مسلمان تقریباً دس لاکھ ہیں۔ ان کی بھاری تعداد ریاست ساؤ پالو میں رہتی ہے۔ جہاں ایک مسجد (جو برازیل میں پہلی تھی) اوائل ۱۹۵۱ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ جب سے اب تک برازیل میں ۱۲ مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں۔ ان میں سے ایک ۱۹۶۰ء سے دار الخلافہ ریوڈی جنیرو (Rio de Janeiro) میں زیر تعمیر ہے اور مکمل نہیں ہوئی ہے دو یا تین نسلوں سے مسلمان عرب برازیل میں اسلام سے بیگانہ ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اسلام کے بنیادی اصولوں سے نابلد ہونے کے علاوہ بسم اللہ تک نہیں پڑھ سکتے۔ مسلم نوجوان نسل غیر برازیلی معاشرے میں مخلوط شادیوں کی وجہ سے (جن میں مسلم خواتین بھی شامل ہیں) مدغم ہوتی جا رہی ہے اور اس طرح ان کا دنیائے اسلام سے رشتہ منقطع ہوتا جا رہا ہے۔ شراب اور عورت، مرد کا آزادانہ اختلاط مسلم معاشرہ کو تباہ کر رہا ہے۔ مسلمانوں کی معاشرتی زندگی بڑی حد تک مغربی روایات اور طریقوں سے متاثر ہوئی ہے۔ مغربی اثرات نے بڑی حد تک مسلم معاشرہ کو خراب کر دیا ہے رہن سہن کے طریقے اور لباس میں شائستگی بالکل مفقود ہے کچھ مذہبی افراد اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں لیکن بڑے پیمانے پر کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس ملک میں اسلامی اقدار اور اسلامی ثقافت مسلمانوں میں دوبارہ اجاگر ہوں۔

عربی مسلمان زیادہ تر پسماندہ ہیں۔ . . . . . . وہ زیادہ تر تجارت اور صنعت سے منسلک ہیں۔ انکی قانون ساز اداروں اور ملازمتوں میں کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ انکے بہ نسبت عیسائی عرب جن کی تعداد ۴۰ لاکھ ہے زیادہ مالدار ہیں اور وہ سیاست اور اقتصادی شعبوں میں کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ نہ صرف وفاقی کانگریس میں ان کے ۲۸ ممبر ہیں بلکہ دو وفاقی وزراء بھی ہیں۔ ایک ریاست کا گورنر ہے اور عدالت عالیہ کا چیف جسٹس بھی عیسائی عرب ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے ڈاکٹر، انجینئر اور پروفیسر ہیں دس صنعتی کروڑپتیوں میں سے ۹ عیسائی عرب ہیں۔ ان کے اپنے ریڈیو اور ٹی۔ وی اسٹیشن ہیں، ہفتہ وار اخبارات ہیں۔ ان میں بہت سے دانشور، ادیب اور صحافی ہیں۔

برازیل میں کل ۱½ لاکھ یہودی ہیں لیکن وہ بہت با اثر ہیں۔ خاص طور پر ذرائع ابلاغ عامہ پر۔ یہودی اہم اخبارات کے مالک ہیں۔ یہاں تک کہ جن ذرائع ابلاغ عامہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہے۔ یہودی اپنا نقطہ نظر شائع کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔ گو کہ ہندوؤں کی تعداد سو سے زیادہ نہ ہوگی لیکن وہ یوگا اور ہری کرشنا کی تحریکوں کے ذریعہ برازیلی معاشرہ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تقریباً دو درجن کتابیں پرتگالی زبان میں پچھلے برسوں میں ان موضوعات پر شائع ہوئی ہیں۔ برازیل میں رومانی فرقوں کی تفاوت اور گروہ بندی سے ایک بات واضح ہے کہ کیتھولک مذہب اس ملک میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی، لوٹ مار، اخلاقی اور جنسی گراوٹ سے جو حالت پیدا ہوگئی ہے اس کا مداوا نہیں کر سکتا۔

ہسپانوی زبان بولنے والے ممالک میں بھی حالات کچھ اس سے بہتر نہیں ہیں۔ موجودہ معاشرتی ابتری اور اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے پرتگالی اور ہسپانوی بولنے والے ممالک میں ایک تریاق کی تلاش میں ہیں جو اسلام فراہم کر سکتا ہے۔ یہ ہمارا لازمی فریضہ ہے کہ ہم ان کو اسلام کا ابدی پیغام پہنچائیں۔ بنیادی طور پر عرب مسلم آبادی کو اسلام کی طرف واپس لانے کے لئے اور ان کی آئندہ آنے والی نسلوں کا اسلام سے رشتہ استوار کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ لاطینی امریکہ میں اسلامی تبلیغی دعوت کو اجاگر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی نے ۱۹۷۷ء میں ترینداد (Trinidad) میں اپنی علاقائی کانفرنس منعقد کی۔ یہاں پر ایک منصوبہ بنایا گیا جس کے ذریعہ مسلم جماعتوں کی وفاقی انجمن کا قیام، مساجد تعمیر کرنے کا پروگرام اسلامی مراکز اور اسکول قائم کرنے کا منصوبہ جن میں نوجوانوں کے لئے کھیلوں کی سہولتیں ہوں۔ یوتھ کیمپوں کا انعقاد، مسلم طلباء کو مسلم ممالک میں تعلیم کے لئے بھیجنا اور علوم دین پڑھانے والے اساتذہ کی خدمات حاصل کرنا وغیرہ اس کے مقاصد میں شامل تھا لیکن ابھی تک کوئی ٹھوس کام اس ضمن میں نہیں کیا گیا۔

دوسرا منصوبہ جو سنجیدگی سے غور کرنے کے قابل ہے وہ ہسپانوی اور پرتگالی زبانوں میں قرآن حکیم اور اسلامی کتب کی تقسیم ہے۔ ان کتابوں اور قرآن حکیم کے تراجم کی دس لاکھ عربی النسل مسلمانوں کو برازیل میں فوری ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کی نوجوان نسل اسلام سے بالکل کٹتی جا رہی ہے۔ اس نسل کو غیر مسلم برازیلی معاشرہ میں مدغم ہونے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ انھیں اسلامی تعلیمات، اسلامی کتب اور اسلامی رسائل کے ذریعے ہم پہنچائیں جو کہ عربی اور پرتگالی زبانوں میں ہوں جب کہ برازیل اور ارجنٹائن وغیرہ جیسی جگہوں پر مسلم برادری اپنی روحانی ضرورتیں پوری نہیں کر سکتی تو ان سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دوسرے لاطینی ممالک میں اسلامی تعلیم دے سکے گی۔ اس لئے باہر سے شیوخ اور اماموں کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ اسلامی شریعت پر عبور رکھتے ہوں اور دوسرے مذاہب کے علم سے بھی آراستہ ہوں۔ یہ لوگ اگر ہسپانوی اور پرتگالی زبان کا گہرا علم نہ رکھتے ہوں تو کم از کم ان زبانوں میں شُدبُد ضرور رکھیں۔

جنوبی امریکہ میں بھی مغرب کے دوسرے علاقوں کی طرح اسلام کی تبلیغ کے روشن مواقع ہیں۔ سیرز، سیریل، بیٹس اور پاک —— (Searle Bates & Puck) اپنی کتاب "عیسائیت کا مستقبل دنیا میں" طبع نیویارک اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ "لاطینی امریکی مرد اپنی مادی اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کلیسا کی طرف نہیں دیکھتا" (صفحہ ۴۷) لاطینی امریکہ کے باشندوں کی غالب اکثریت روایتی طور پر عیسائی ہے۔ لیکن وہ اپنے مذہب کی افادیت پر یقین نہیں رکھتے۔ مرکزی اور جنوبی کے کروڑوں انسان روحانی اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ اگر ہم ان کو اسلام کا پیغام نہیں پہونچائیں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں مجرم ہوں گے۔ کیونکہ کیتھولک مذہب جنسی بے راہ روی اور جرائم کو برازیل اور دوسرے ہسپانوی زبان بولنے والے ممالک میں روکنے میں ناکام رہا ہے اس وجہ سے اسلام کے بارے میں ایک تجسس کی لہر ان ممالک میں آئی ہوئی ہے۔ یہ حقیقت اور باتوں کے علاوہ اس سے بھی عیاں ہے کہ برازیل یونیورسٹی میں ایک بین الاقوامی سیمینار "اسلامی تہذیب" پر اکتوبر ۱۹۸۰ء میں منعقد ہوا جس میں دار الخلافہ برازیلیہ میں مقیم تمام مسلم ممالک کے سفارت کاروں کو حصہ لینے کی دعوت دی گئی۔

جنوبی امریکہ میں برازیل نہ صرف پرتگالی زبان بولنے والا واحد ملک ہے بلکہ اپنے رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے وہ تمام لاطینی امریکی ممالک کے برابر ہے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اس ملک کو اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک قلعہ کی حیثیت سے استعمال کیا جائے۔ ایک کیتھولک ملک ہونے کے باوجود اس ملک میں غیر کیتھولک مبلغ جماعتوں کو ویزا حاصل کرنے میں کوئی خاص رکاوٹیں نہیں ہیں بجز مقامی قواعد وضوابط کے تقاضوں کو پورا کرنے کے۔ یہ ایک ایسی سہولت ہے جس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

برازیل میں عام مسلمانوں کی حالت اسلامی نقطۂ نگاہ سے اطمینان بخش نہیں ہے حالانکہ وہ خوب دولت کما رہے ہیں لیکن وہ اپنی اسلامی ثقافت یا مذہب کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ ان کے بچوں کی اسلامی تعلیم کے لئے بجز چند مساجد اور اسکولوں کے کوئی انتظام نہیں ہے (عربی النسل مسلمانوں کی نئی نسل سرکاری اسکولوں میں پڑھتی ہے جہاں عربی یا اسلامیات کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے) والدین دولت کمانے اور دنیاوی آسائشوں کو مہیا کرنے کی دوڑ میں اپنے بچوں کی اسلامی زندگی کی طرف سے بالکل لاپرواہ ہیں۔ اس لئے ضروری ہے اسلامی دنیا ان کو مسلمان رہنے میں مدد دے۔

پرانی تاریخی افریقی مسلم آبادی بہایہ (Bahia) میں عملاً ختم ہو چکی ہے لیکن یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اگر تنظیم اور تحمل سے اس علاقہ میں تبلیغی کام کیا جائے تو حبشی آبادی اسلام کے دائرے میں دوبارہ داخل ہو سکتی ہے۔ کچھ افریقی شیوخ خصوصاً نائیجیریا اور مالی سے یہاں آنے چاہئے جو بہایہ (Bahia) کے کالے افریقی النسل باشندوں کو اسلام میں دوبارہ واپس لانے کا کام سر انجام دے

(بقیہ ص ۴۴ پر)

# سوال و جواب

از: مولوی محمد طارق ندوی

سوال: کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھکر اگر کوئی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مانے (کسی بھی طرح) اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کلمہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے یعنی اللہ کی صفات میں کسی کو شریک قرار دے تو یہ شرک ہوگا اور شرک تابلِ معافی نہیں، اور گناہ معاف ہو سکتے ہیں" ان اللہ لا یغفر أن یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء"۔

سوال: کلمہ کے دوسرے جز محمد رسول اللہ کو پڑھ کر اگر کوئی دینی معاملات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع کے سوا کسی اور کی اتباع کرنے لگے یا بات ماننے لگے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف اور صریح حکم اس کے خلاف موجود ہو، اور وہ شخص اس کو جانتا بھی ہو اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

جواب: کسی اور کی اتباع کرے یا کسی اور کی بات ماننے لگے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح بات اور حکم کے انکار کے بعد غیر کی اتباع کرے تو یہ کفر ہوگا ایسے شخص کی تکفیر کی جائے گی۔ اور اگر انکار کی صورت نہ ہو تو غیر کی اتباع گمراہی و ضلالت ہوگی تکفیر نہ کی جائے گی۔

سوال: کیا امام خطبہ دیتے ہوئے درمیان میں اردو اشعار پڑھ سکتا ہے یا تقریر میں وہ مسائل جو جمعہ کی نماز سے متعلق ہوں بیان کر سکتا ہے؟

جواب: بہتر صورت تو یہی ہے کہ خطبے عربی زبان میں ہوں اور اس سے قبل یا بعد میں نماز سے متعلق مسائل بیان کئے جائیں، تقریر کی جائے لیکن اگر درمیان خطبہ مختصر مسائل یا کچھ وضاحت اردو میں کر دی جائے تو اس کی گنجائش ہے لیکن اشعار (جن کا ایک خاص طریقہ ہو گیا ہے) درست نہیں۔

سوال: جیسا کہ آجکل مصلیان مسجد امام صاحب سے بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر مصافحہ کرتے ہیں اور پوری پابندی کیساتھ کیا شرعاً یہ درست ہے؟

جواب: نماز فجر اور عصر کے بعد خصوصی مصافحہ جس کا آجکل رواج ہے وہ بدعت ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، قد صرح بعض علماءنا وغیرھم بکراھۃ المصافحۃ المعتادۃ عقب الصلوٰۃ مع ان المصافحۃ سنۃ وماذالک إلا لکونھا لم توثر فی خصوص ھذہ المواضع۔ شامی ۱ ص ۸۳۷ ج ۱)

سوال: کیا غیر مسلم یا مسلم سود خوار سے مسجد کے لئے چندہ مانگ سکتے ہیں، یا یہ لوگ از خود چندہ دیں تو لے سکتے ہیں، اگر لے سکتے ہیں تو مسجد کی کس مد میں صرف کیا جا سکتا ہے؟

جواب: غیر مسلم کا چندہ مسجد کے لئے درست ہے بشرطیکہ وہ خوشی سے دیں اور اس کے بعد آپ سے وہ اپنی عبادت گاہوں کے لئے چندہ وصول نہ کریں اگر ایسی صورت ہے تو درست ہے۔ چندہ لے کر مسجد کی ہر ضرورت میں صرف کیا جا سکتا ہے۔ مسلم سود خوار اگر سود کی رقم دے تو نہیں لے سکتے ہیں اور اگر سود کے علاوہ دے تو لے سکتے ہیں بہ صورت اس وقت ہے جب کہ معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو پھر اگر زیادہ تر کمائی حلال ہے اور کچھ سود کی آمدنی بھی ہے تو لینے کی گنجائش ہے واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: اگر نفل یا سنت نماز کی نیت کرتے وقت کوئی غلطی ہو جائے خلاً ظہر کا وقت ہے اور بجائے ظہر کے مغرب کہہ دیا یا سنت نماز کو نفل کہہ دیا اور غلطی کا احساس اس وقت ہوا جب کہ سورۂ فاتحہ ختم کر چکا یا اس سے قبل یا ننا پڑھنے سے پہلے تو ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: ظہر کے بجائے مغرب کہہ دیا اور دل میں ظہر ہی کی نیت تھی تو کافی ہے نیت توڑنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح سنت یا نفل میں فرق کر دیا لیکن نیت سنت کی تھی تو بھی نماز ہو جائے گی، ختم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: ایک آدمی پر کسی شخص کے دس روپئے قرض ہیں وہ بدستور کہ اس کو دیدے تو اس سے زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں؟

جواب: بصورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے دس روپئے اسے دے کر اس کو مالک بنا دیا جائے پھر وہ قرض ادا کر دے تو اس صورت میں زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا۔

سوال: بینک کی نوکری جہاں سود کا لین دین ہوتا ہے درست ہے یا نہیں؟

جواب: بینک کا کاروبار خالص سودی نظام کے تحت ہے اس لئے اس کی نوکری درست نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ ملازمت ہو گئے ہیں ان کو چاہئے کہ جائز ملازمت حاصل کر کے چھوڑ دیں۔

سوال: ایک شخص غلہ کے دام دو طرح کے رکھتا ہے۔ اگر نقد ہے تو دس روپئے میں اور اگر ادھار ہے تو پندرہ روپئے میں کیا یہ بیع درست ہے۔

جواب: اس طرح سے بیع درست نہیں ہے کیونکہ مدت کا معاوضہ ہو جائے گا صرف نقد کا یا صرف ادھار کا معاملہ کرے۔

سوال: کیا میت کا عضو دوسرے شخص کے لگایا جا سکتا ہے یا زندہ آدمی اپنا کوئی عضو دوسرے کو دے سکتا ہے۔

جواب: میت کا کوئی عضو دوسرے شخص کے نہیں لگایا جا سکتا ہے، مرا ہوا شخص نجس ہو جاتا ہے اس لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ دوسرے انسانی اعضاء کا استعمال انسانی کرامت کی وجہ سے جائز نہیں ہے زندہ شخص اپنا کوئی عضو علیحدہ کرے گا تو وہ مردہ ہو جائے گا اس کا بھی استعمال مذکورہ بالا دونوں وجہوں کی بنا پر جائز نہ ہوگا۔


مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی تازہ تصانیف

## تحفۂ کشمیر

مولانا ندوی کے حالیہ دورۂ کشمیر ماہ اکتوبر۔ نومبر ۱۹۸۱ء کے موقع پر کی گئیں سات اہم تقریروں کا مجموعہ جن میں وہ اہم اصولی اور بنیادی باتیں اور حقائق و معاملات آگئے ہیں جو نہ صرف اہل کشمیر بلکہ بیشتر اسلامی ممالک اور اسلامی جماعتوں، تنظیموں اور انکے قائدین اور تمام مسلم اہل فکر و نظر کے لئے لائق توجہ اور مستحق غور و فکر ہیں۔

معیاری کتابت، آفسٹ طباعت، قیمت علاوہ محصول ڈاک آٹھ روپئے

اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں

## حدیث کا بنیادی کردار

حدیث کی عملی قیمت و افادیت کیا ہے؟
حدیث ایک مسلمان کی عملی زندگی کے لئے کیوں ضروری ہے؟
حدیث کے نہ ہونے یا اس سے صرف نظر کر لینے سے ہماری اجتماعی زندگی اور مسلم معاشرہ میں کیا خلل ہوتا اور کیا نقص لازم آتا ہے؟

ان سوالات کے جوابات کے لئے مولانا ندوی کی اس نئی کتاب کا مطالعہ کیجئے

اردو ایڈیشن ۳ روپئے، عربی ایڈیشن ۴ روپئے، انگریزی ایڈیشن زیر طبع

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوہ، لکھنؤ




جدید طریقۂ تعلیم کے بعض مفید پہلو

# ماجستیر کی ایک فصل

ڈاکٹر ھارون رشید صدیقی، متعلم، ملک سعود یونیورسٹی، ریاض

ماجستیر اصلاً انگریزی کا لفظ ماسٹر ہے، اور مراد اس سے ایم۔ اے ہے۔ شروع تعلیمی سال میں ریاض یونیورسٹی کی بعض معلومات پر مشتمل ایک مضمون تعمیریات میں شائع ہوا تھا، اب جب کہ میں نے ایم۔ اے کی ایک فصل مکمل کر لی مناسب سمجھا کہ مزید معلومات پھر پیش کر دوں، امید ہے قارئین حضرات پسند فرمائیں گے۔

## بعض عام معلومات

جامعۃ الریاض کا نام اس سال "جامعۃ الملک السعود" ہو گیا، کہتے ہیں ابتدائی نام یہی تھا، ایک فصل سے مراد ایک سمسٹر ہے اس یونیورسٹی میں تین سمسٹر ہوتے ہیں، پہلا، دوسرا اور گرمی کا، گرمی والا سمسٹر اختیاری ہوتا ہے، جو حضرات جلد فارغ ہونا چاہتے ہیں وہ گرمیوں کی چھٹیوں میں بھی پڑھتے ہیں، بی اے (البکالوریوس) میں ۱۲۸ گھنٹوں کی تعلیم مکمل کرنا ہوتی ہے جب کہ ایم۔ اے میں تیس گھنٹوں کی تعلیم کے ساتھ مقالہ لکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ بی اے کی ایک فصل میں طالب علم کم سے کم بارہ اور زیادہ سے زیادہ بیس گھنٹوں کا رجسٹریشن کر سکتا ہے، جب کہ ایم۔ اے کے طالب علم کے لئے کم سے کم نو اور زیادہ سے زیادہ بارہ گھنٹوں کی اجازت ہے، آخری فصل اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔ گھنٹوں کے رجسٹریشن میں حدود کے اندر طالب علم مختار ہے، ہر فصل شروع ہونے سے پہلے اس فصل میں پڑھائے جانے والے مضامین کی ایک کتاب مع نظام الساعات کے چھپ جاتی ہے جو ہر طالب علم کو مفت ملتی ہے، طالب علم خود ایسے مضامین کا انتخاب کرتا ہے جن کا نظام الساعات میں ٹکراؤ نہیں ہوتا، واضح رہے اکثر مضامین لازمی ہوتے ہیں اور بعض اختیاری۔

گھنٹوں سے مراد ایک ہفتہ میں پڑھائے جانے والے گھنٹے ہیں، عموماً ایک مضمون کے ہفتہ میں دو گھنٹے اور بعض کے تین گھنٹے ہوتے ہیں، بعض اساتذہ اگر ٹکراؤ نہ ہو تو دو گھنٹے ایک ہی روز میں ایک ساتھ پڑھا دیتے ہیں اور اگر "لیب" ہو تو مقررہ دن ہی میں پڑھاتے ہیں لیکن ایم۔ اے میں دو گھنٹے ہوں یا تین ایک ساتھ ہی مقرر ہوتے ہیں۔ بی۔ اے کے ۱۲۸ گھنٹے پچاس مضامین سے زیادہ میں پورے ہوتے ہیں جن کو طالب علم تین یا چار سال میں مکمل کر پاتا ہے اور ایم۔ اے کے تیس گھنٹے چودہ مضمونوں سے پورے ہوتے ہیں، ایم۔ اے بھی تین یا چار سال میں پورا ہو پاتا ہے۔

۶۰ فیصد سے کم نمبروں پر طالب علم ناکام سمجھا جاتا ہے، کامیاب طلبہ کے سات درجات ہیں، جو تقدیر کہلاتے ہیں، اور سب کے لئے نشانات مقرر ہیں، لیکن مجموعی نتیجہ میں صرف چار تقدیریں ہوتی ہیں مرتفع والی تقدیریں نہیں ہوتیں۔

۶۰ سے ۶۴ فیصد تک مقبول کہلاتا ہے اور اس کے لئے نشان ہے "د" اور اس کی قیمت ہے ۲ نقطے۔

۶۵ سے ۶۹ فیصد تک مقبول مرتفع کہلاتا ہے اور اس کے لئے نشان ہے "د+" اور اس کی قیمت ہے ۲٫۵ نقطے۔

۷۰ سے ۷۴ فیصد تک جید کہلاتا ہے اور اس کے لئے نشان ہے "ج" اور اس کی قیمت ہے ۳ نقطے۔

۷۵ سے ۷۹ فیصد تک جید مرتفع کہلاتا ہے اور اس کے لئے نشان ہے "ج+" اور اس کی قیمت ہے ۳٫۵ نقطے۔

۸۰ سے ۸۴ فیصد تک جید جدا کہلاتا ہے اور اس کے لئے نشان ہے "ب" اور اس کی قیمت ہے ۴ نقطے۔

۸۵ سے ۸۹ فیصد تک جید جدا مرتفع کہلاتا ہے اور اس کے لئے نشان ہے "ب+" اور اس کی قیمت ہے ۴٫۵ نقطے

۹۰ فیصد یا اس کے اوپر ممتاز کہلاتا ہے اور اس کے لئے نشان ہے "ا" (الف) اور اس کی قیمت ہے ۵ نقطے۔

نتائج جو ملتے ہیں اس میں ہر مضمون کے سامنے یہی کلمات اور نشانات ہوتے ہیں نمبر نہیں ہوتے، ناکام کے لئے "ھ" کا نشان ہے اور اس کی قیمت ہے ۰ نقطے مجموعی نتیجہ کے لئے ہر مضمون کے نقطوں کو گھنٹوں کی تعداد سے ضرب دیتے ہیں پھر تمام ضرب شدہ نقطوں کے مجموعہ کو گھنٹوں کے مجموعہ سے تقسیم دیتے ہیں۔ خارج قسمت معدل تراکمی کہلاتا ہے یہ ہر فصل کا بھی ہوتا ہے اور آخری فصل میں تمام فصلوں کا مجموعی بھی، اور اسی کی بنیاد پر حسب ذیل فاعدہ سے تقدیر مقرر ہوتی ہے۔ ۹۵ و ۴ یا اس سے زیادہ "ممتاز"۔ ۹۵ و ۴ سے کم ۷۵ و ۳ تک جید جدا، ۷۵ و ۳ سے کم ۷۵ و ۲ تک جید، ۷۵ و ۲ سے کم ۲ تک مقبول اور اس سے کم راسب ممتاز کے لئے دو مرتبے اور ہیں۔ ۷۵ و ۴ یا اس سے زیادہ "ممتاز مع مرتبۃ الشرف الاولیٰ" ۶۵ و ۴ سے ۷۴ و ۴ تک "ممتاز مع مرتبۃ الشرف الثانیۃ"

### اسلامیات کی تعلیم کے لئے سعودیہ میں تین یونیورسٹیاں ہیں، "جامعۃ ام القریٰ" مکہ معظمہ میں "الجامعۃ الاسلامیہ" مدینہ منورہ میں اور "جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ" ریاض میں، "جامعۃ الملک السعود"، ریاض میں عصری یونیورسٹی ہے جس میں تقریباً تمام دنیوی علوم کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس کے ایجوکیشن کالج (کلیۃ التربیۃ) میں اسلامیات کا بھی شعبہ ہے جسے "قسم الثقافۃ الاسلامیۃ" کہتے ہیں، اس کے بی۔ اے کلاسز میں تقریباً اسلامیات سے متعلق سبھی مضمون پڑھائے جاتے ہیں لیکن ایم۔ اے صرف تین مضامین میں کیا جا سکتا ہے، حدیث و تفسیر، فقہ اور اس کے اصول، عقیدہ۔

میں نے حدیث و تفسیر کا انتخاب کیا ہے اور پہلی فصل میں چھ مضامین پڑھے ہر مضمون کے ہفتہ میں دو گھنٹے ہوتے تھے، چاہتا ہوں جو مضامین پڑھے ہیں ان کی معلومات درج کروں، لیکن پہلے یہ عرض کر دوں کہ حدیث کے استاذ جو مولانا مصطفیٰ اعظمی ہیں، دیوبند سے فاضل، جامعہ ازہر سے حدیث میں ایم۔ اے اور کیمبرج یونیورسٹی سے حدیث ہی سے متعلق موضوع پر ڈاکٹر ہیں، اور اپنے علم اور اصول کے لئے مشہور ہیں وہ سال بھر کی چھٹی پر امریکہ میں حدیث ہی سے متعلق کمپیوٹر پر کام کر رہے ہیں، لہٰذا حدیث سے متعلق مضامین جن اساتذہ کو دئے گئے وہ حدیث میں متخصص نہ تھے۔ اب ہر مضمون کی الگ الگ معلومات ملاحظہ فرمائیں۔

مصطلح الحدیث نمبر (۱)، استاذ ڈاکٹر محمد حسن ابو یحییٰ اردنی (فقہ کے اسپشلسٹ)۔

پہلے ہی روز اعلان کیا کہ میں حدیث کا اسپشلسٹ نہیں، مجھ سے اعظمی جیسی توقعات مت رکھو، لیکن جیسے کہوں ویسے محنت کرو، انشاء اللہ خیر ہوگی، اس کے بعد حدیث کی کچھ مصطلحات اور کچھ کتابوں کے نام لکھوائے، اور کہا کہ ان مصطلحات کی تعریف قدیم مصنفوں کی کتابوں کے حوالہ سے لکھ کر لاؤ اور ان کتابوں کا سرسری مطالعہ کر کے ان کے منہج مع مصنف کے نام اور ان کی وفات کے سنہ لکھ لاؤ جو کچھ لکھو دو جگہ لکھو، اور زبانی یاد کرو، ایک کاپی مجھے دو ایک اپنے پاس رکھو، پھر اگلے محاضرہ پر طلبہ جو کچھ لکھ کر لاتے اس پر زوردار مناقشہ ہوتا اور آخر میں اسی طرح پھر کام ملتا۔

اس طرح اس مضمون میں حدیث کی ساٹھ مصطلحات کی تعریفیں مع مثالوں کے اور اگر اختلاف ہوا تو مع بیان اختلاف کے مرتب کی گئیں تیس کتابوں کے منہج لکھے گئے ان میں سے دس کتابیں "سائغۃ" سے تین "حدیث متواتر" سے چار "حدیث مشہور" سے، تین "حدیث غریب" سے، تین "ناسخ و منسوخ" سے، اور سات کتابیں "حدیث ضعیف" سے متعلق تھیں۔

ہم لوگوں نے پتہ لگا لیا کہ استاد محترم ڈاکٹر طحان کی دو کتابوں "تیسیر المصطلح" اور "اصول التخریج" سے مصطلحات اور کتابوں کے نام لکھ کر لاتے ہیں اور چاہا کہ لائبریریوں کی دوڑ لگانے کے بجائے ان کتابوں سے استفادہ کریں، استاد کو بھی جب یہ بات معلوم ہو گئی تو انھوں نے اعلان کیا کہ ان کتابوں سے ہرگز ہرگز استفادہ نہ کیا جائے قدماء کی کتابوں سے رجوع کیا جائے اور جو کچھ لکھا جائے ان کے حوالہ سے لکھا جائے، مناہج میں بھی براہ راست کتابوں کے حوالے ہوں ورنہ "اعمال سنہ" (یعنی عملی کام) کے نمبر نہ مل سکیں گے، چنانچہ لائبریریوں کی دوڑ باقی رہی لیکن ریاض کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بھی بعض کتابیں نہ مل سکیں۔

مصطلح الحدیث نمبر (۲)، یہ مضمون بھی انھیں اردنی استاد کے ذمہ تھا، اور وہی طریقہ تھا۔

راوی کے قبول ہونے کی شرطیں، شرطوں کی تفصیلی وضاحت، جرح و تعدیل کی تعریف اور اس کے الفاظ مع حکم اور اختلاف کے بالتفصیل مطلوب تھا۔ البتہ جن کتابوں کے منہج لکھے گئے وہ ساٹھ تھیں بیس حدیث کی اصطلاحات میں، اور سینتیس حدیث کے راویوں میں اور باقی چھ صحاح ستہ یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ تھیں۔

حدیث نمبر (۱)، استاذ ڈاکٹر محمد علی حسن اردنی، (یہ تفسیر میں ڈاکٹریٹ ہیں)

اس مضمون کے نصاب میں سنت کی اہمیت، اس کے مخالفین قدیم زمانہ میں

اور موجودہ زمانہ میں، ان کے اعتراضات و دلائل پھر اہل سنت والجماعت کی طرف سے جوابات، تخریج حدیث کے اصول، سند اور حدیث کے پرکھنے کے طریقے، تخریج حدیث اور سند حدیث کے جانچنے میں مدد دینے والی کتابوں کا تعارف۔ اس طرح اس مضمون میں تقریباً سو کتابوں کا تعارف تھا اور باوجود اس کے مصطلح الحدیث سے یہ مضمون آسان تھا اس لئے کہ اول تو مصطلح الحدیث میں جن کتابوں کے منہج لکھے گئے تھے اکثر اس میں بھی کام آرہے تھے۔ دوسرے استاد نے اختیار بہت دیا تھا، مطالعہ کے لئے ڈاکٹر طحان کی "اصول التخریج" مکمل اور ڈاکٹر مصطفےٰ اعظمی کی دراسات فی الحدیث النبوی کا ایک باب مقرر کیا تھا، عملی کام میں ایک بحث پیش کرنا پڑی۔

حدیث نمبر (۲)، استاد: ڈاکٹر محمد عثمان طاہر شبیر اردنی، (فقہ میں ڈاکٹریٹ)

انھوں نے فتح الباری سے کتاب الجہاد اس طرح پڑھائی کہ ہر اگلے لکچر کے لئے کچھ صفحات مقرر کر دیتے، جسے عینی کی عمدۃ القاری میں بھی دیکھنا ضرور ہوتا۔ حدیث سے حاصل ہونے والے خاص سبق، تعارض کے اہم حل، اور دوسری اہم باتیں نوٹ کرنا ضروری ہوتیں پھر درجہ میں لکچر کے بجائے مناقشہ ہوتا اور آخر میں پھر اگلے محاضرہ کے لئے صفحات مقرر ہو جاتے، اس طرح کتاب الجہاد کے پچاس باب ہوئے۔

"دراسة احد الائمة التفسیر أو الحدیث"

یعنی تفسیر یا حدیث کے اماموں میں سے کسی امام کا مطالعہ۔ یہ نمبر بھی ڈاکٹر محمد علی ہاشمی اردنی نے پڑھایا، اور اس کے لئے "ابو جعفر محمد بن جریر طبری" کو تفسیر کے امام کی حیثیت سے مقرر کیا، لیکن اس سے پہلے تفسیروں کا سرسری تعارف ضروری قرار دیا چنانچہ تفسیر بالماثور، تفسیر بالرای، تفسیر الاشاری اور جدید دور کی تفسیروں کا سرسری جائزہ پیش کر کے ان میں سے تیس تفسیروں کا مختصر منہج زبانی یاد کرنے کو کہا، محمد بن جریر طبری کی مختصر زندگی اور ان کے کام کا خاکہ پیش کرتے ہوئے ان کی تفسیر کا منہج اور اس کی خصوصیات، اس پر اعتراضات اور جوابات پیش کئے، طبری کی اصطلاحات، اسانید اور قرأت شاذہ و متواترہ میں ان کے موقف پر خاص زور دیا، مطالعہ کے لئے ذہبی کی "التفسیر والمفسرون" زرقانی کی "مناہل العرفان" ڈاکٹر عبدالمجید عبدالسلام کی "اتجاہات التفسیر فی العصر الراھن" اور تفسیر طبری کا پہلا حصہ مع مقدمہ کے مقرر کیا تھا، اس مضمون کے مطالعہ میں معلوم ہوا کہ کوئی "محمد بن جریر بن رستم الطبری الرافضی بھی گزرا ہے یہ

اس میں لغوی تفسیر کی جتنی شکلیں ممکن ہوں اسی طرح اعراب کی جتنی شکلیں ممکن ہوں مع ترجیح و وجہ ترجیح کے لکھنا پڑتا، انھوں نے کوئی بحث نہیں لکھوائی بلکہ آخری امتحان سے پہلے وہ امتحان لئے۔

یہ تھا ایم۔ اے کا حدیث کا کورس باقی رہا صرف تفسیر کا کورس اور مقالہ، میں سمجھتا ہوں اس عظیم مجاہدہ میں حدیث کی مصطلحات کا علم، بخاری کے پچاس باب، تخریج حدیث کے اصول اور ترکیب نحوی کی مشق بس یہی علم ہے، باقی ڈیڑھ سو کتابوں کا سرسری تعارف واصلاً علم نہیں بلکہ علم کے سمندر کی رہنمائی اور اس سے سیرابی کا طریقہ ہے۔

ہمارے مدارس میں یہ طریقہ تعلیم ہے نہ یہ نصاب، تاہم ہم کو اس پر فخر ہے کہ ہمارے مدارس صحاح ستہ نیز حدیث کی دوسری کتابیں اہتمام سے ختم کراتے ہیں اسی طرح کلام پاک کی تفسیر مکمل کراتے ہیں جس کا یہاں کی یونیورسٹیوں میں اہتمام نہیں اسلامیات میں بی اے۔ ایم۔ اے کر لینے والا طالب علم استاد سے صرف منتخب سورتوں کی تفسیر اور حدیث کے منتخب ابواب کی تشریح پڑھتا ہے، اگر طالب علم کلام پاک کی تفسیر مکمل کرنا چاہتا ہے یا سنن کی تمام کتابیں پڑھنا چاہتا ہے تو خود سے مطالعہ کرے یا کسی شیخ کی خدمت میں کچھ سال گزارے اور واضح رہے علوم اسلامیہ کا پورا فائدہ جبھی حاصل ہوتا ہے جب صاحب علم و عمل سے سند حاصل کیا جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں آنا بے کار ہے۔ یہاں آنے کا سب سے بڑا فائدہ حج و عمرہ ہے اور زیارت مدینہ ہے جس کا بدل کہیں اور نہیں، ساتھ ہی طالب علم وسیع النظر اور وسیع القلب ہو جاتا ہے اور اگر پہلے سے تھا تو اس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر جس کا جہاں جو حصہ ہے وہاں سے اس کا حاصل کرنا تو ضروری ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ علم نافع عمل مقبول اور رزق واسع نصیب فرمائیں۔ آمین۔

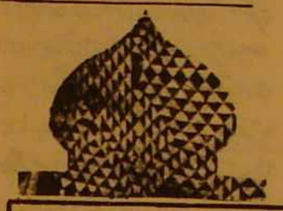


سوداگر مکسچر کے اسپشلسٹ

عباس علاؤالدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY. 3.
Tele: Add. CUPKETTLE
Phone { SHOP: 862220 / RESI: 898684

| | |
|---|---|
| اسپشل مکسچر | کپ برانڈ |
| اسپشل ممری | گولڈن ڈسٹ |
| ہوٹل مکسچر | فلاور بی، او، پی |
| سوداگر مکسچر | سوپر ڈسٹ |

۴۴۔ حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳




# ندوہ کے شب و روز

محمد طاہر ندوی

## جمعیۃ الاصلاح کے سالانہ تحریری و تقریری مقابلے:

۲۵ اپریل کو انجمن جمعیۃ الاصلاح کے تحت بزم خطابت کے سالانہ انعامی مقابلے ہوئے پہلی نشست مغرب کے بعد منعقد ہوئی جس کی صدارت ماسٹر عبدالسمیع صاحب صدیقی نے کی اور حکم کے فرائض مولانا غیاث الدین صاحب ندوی، مولانا ضیاء الحسن صاحب ندوی، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب نے انجام دئے۔ طبقہ علیا میں طلبہ نے "ہندوستان میں صوفیا کی خدمات" کے موضوع پر تقریریں کیں اور انعامات حاصل کیے۔

انعام اول آفتاب عالم، دوم محمد رفیق اور سوم شمس الدین کو ملا۔

دوسری نشست طبقۂ سفلیٰ بعد نماز عشا منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا یونس صاحب نگرامی ندوی نے کی اور حکم کے فرائض ڈاکٹر شبیر احمد ندوی جناب عطاء الرحمٰن صاحب ندوی اور ہارون صاحب ندوی نے انجام دیے۔

طلبہ نے "مغربی تہذیب نے دنیا کو کیا دیا" کے موضوع پر تقریریں کیں اور انعام حاصل کیے۔

انعام اول علی اکبر دوم عبدالقیوم سوم محمد ایوب کشمیری کو ملا۔

دوسرے دن ۲۶ اپریل کو بزم سلیمانی کے تحریری انعامی مقابلے ہوئے۔ پہلی نشست طبقہ علیا مغرب کے بعد منعقد ہوئی جس کی صدارت ماسٹر عبدالسمیع صاحب صدیقی نے کی، حکم صاحبان میں مولانا شمس الحق ندوی، مولانا ضیاء الحسن صاحب ندوی مولانا شمس تبریز صاحب ندوی تھے۔ طلبہ نے "جبل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے علمی خدمات" کے موضوع پر مقالات پیش کئے اور انعامات حاصل کئے۔

انعام اول آفتاب عالم دوم عبدالمبین اور سوم کفیل الدین کو ملا۔

دوسری نشست طبقۂ سفلیٰ زیر صدارت مولانا شہباز صاحب اصلاحی منعقد ہوئی اور حکم کے فرائض مولانا غیاث الدین صاحب ندوی، مولانا یعقوب صاحب ندوی نے انجام دئے اور طلبہ نے "اسلام کا معاشرتی نظام" کے موضوع پر مقالات لکھے۔ انعام اول انوار عالم، دوم ارشد کشمیری اور سوم یوسف جلیس کو ملا۔

## جمعیۃ خورد کے سالانہ تحریری و تقریری مقابلے:

بزم خطابت علیا کی پہلی نشست زیر صدارت مولانا شمس الحق صاحب ندوی منعقد ہوئی حکم صاحبان میں مولانا ہبحان صاحب ندوی مولانا فاروق صاحب ندوی، مولانا زاہد صاحب ندوی تھے، انعام یافتگان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔ اول ولیم الدین دوم صابر حسین انصاری، سوم مشہود السلام۔

بزم خطابت سفلیٰ کی دوسری نشست جس کی صدارت مولانا غفران صاحب ندوی نے کی۔ حکم صاحبان میں جناب نعیم اختر صاحب ندوی کمال صاحب ندوی، مولانا غیاث الدین صاحب ندوی تھے۔ مقابلہ میں انعام پانے والے طلبہ اول خورشید عالم دوم رضوان الرحمٰن سوم انتخاب عالم۔

بزم سلیمانی علیا کی پہلی نشست جس کی صدارت مولانا شہباز صاحب نے کی۔ حکم صاحبان میں مولانا عتیق الرحمٰن صاحب، مولانا محمود الحسن بارندوی، مولانا غیاث الدین صاحب ندوی۔

انعام پانے والے طلبہ اول ولیم الدین دوم محمد صدر الاسلام سوم عبدالحمید فاضلی۔

بزم سلیمانی طبقہ اسفلیٰ جس کی صدارت مولانا غفران صاحب ندوی نے کی حکم صاحبان میں مولانا غفران صاحب ندوی، مولانا کمال صاحب ندوی، محمد طاہر ندوی۔

انعام یافتہ طلبہ کی فہرست، اول طارق شفیق، دوم انتخاب عالم، سوم توفیق عالم۔

## مادر علمی کی اہمیت و محبت:

اس نشست کے اختتام پر صدر جلسہ جناب ڈاکٹر محمد یونس صاحب ندوی نگرامی بن مولانا محمد اویس صاحب مرحوم شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء نے ہم طلباء کو گرانقدر نصیحتیں کیں۔

معزز ساتھیو اور عزیز دوستو! عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ آپ حضرات سے کچھ دوستانہ گفتگو کا موقعہ ملے۔ زندگی کی تجربہ گاہوں سے گزرنے کے بعد اس کی جفاؤں اور وفاؤں کا جو کچھ بھی تجربہ حاصل ہوا ہے اس کو کسی کم ہمت شاعر کی طرح واپس نہ کروں بلکہ خاندان کے ایک فرد و بھائی کی حیثیت سے آپ کو مطلع کر سکوں۔ یہ الاصلاح، النادی العربی اور اس کے مختلف اداروں کی سرگرمیوں میں ہی میرا پورا بچپن اور جوانی کا کچھ حصہ گزرا ہے۔ اسی بورڈنگ ہاؤس کے برآمدوں میں نہ جانے کتنی دوپہریں اور شامیں دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ بے مقصد اور فضول گفتگو میں گذاری ہیں۔ اسی فیلڈ میں کتنے ہی کرکٹ میچ ہارے ہیں اور جیتے ہیں اور جب جب ہار ہوئی ہے تو اسی وقت سے دوسرے میچ کی تیاری بھی شروع کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ علمی مسابقت و مقابلہ بھی ساتھیوں سے جاری رہا ہے۔ عالم اسلام کے مشہور صاحب طرز ادیب شیخ علی طنطاوی نے موجودہ کتب خانہ کے ہال میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ "میری طبیعت چاہتی ہے کہ میرا بچپن پھر سے لوٹ آئے اور میں اپنی تعلیم ندوۃ العلماء میں پوری کروں"۔ جس وقت انھوں نے یہ بات کہی تھی تو ہم لوگوں نے اس کو ایک شاعرانہ خیال اور مبالغہ کی ایک خاص قسم سمجھا تھا۔ لیکن آج محسوس ہوتا ہے کہ ان کے اس جذبہ کے اظہار میں کتنی صداقت و سچائی تھی، بارہا ایسے مواقع پیش آتے رہتے ہیں کہ طبیعت بے اختیار یہ چاہتی ہے کہ یہاں کے مخلص و مشفق اساتذہ کے سامنے پھر جا کر بیٹھ جاؤں تاکہ ان خامیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ ہو سکے جو رہ گئی ہیں۔

## ذریعہ، ذریعہ ہے مقصد نہیں:

عزیز دوستو! الاصلاح۔ بزم خطابت۔ بزم سلیمانی۔ بزم صحافت۔ النادی العربی وغیرہ کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلم ہے ان کی افادیت میں کوئی شبہ نہیں۔ آپ کی شخصیت کی تشکیل و تعمیر میں ان کا بھرپور حصہ ہے لیکن آپ کو نکھارنے اور سنوارنے میں یہ سب ہی ادارے ذریعہ ہیں اصل مقصد نہیں۔ ذریعہ ہمیشہ ذریعہ رہے گا اصل مقصد نہیں۔ لہٰذا ذریعوں کو اتنی ہی اہمیت دینی چاہئے جتنا کہ کبھی تھی۔ ذریعہ کو مقصد کے حصول کے لئے دیا جا سکتا ہے۔ کچی عمر اور طالب علمی کی ایک بھول یہ بھی ہوتی ہے کہ ذریعہ اصل مقصد بن جاتا ہے اور مقصد اسی ذریعہ کے اختیار کرنے میں یا اس کے حصول میں گم ہو جاتا ہے۔ اس کا اندازہ عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب فیصلہ کا اختیار ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

## وقت کی اہمیت:

عزیز بھائیو! سائنس باوجود اپنی ترقیوں اور کامرانیوں کے ابھی اس لائق نہیں ہوئی ہے کہ دل کی کسی شدید خواہش و جذبہ کو بے کم و کاست بیان کر سکے یا دکھلا سکے۔ آپ سے پورے خلوص و دلسوزی کے ساتھ عرض ہے کہ وقت کے بہاؤ، بڑھتی ہوئی عمر اور بہتے ہوئے پانی کو کوئی روک نہیں پایا ہے۔ یوں تو اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے ہر شخص کے لئے وقت کی اہمیت ہے۔ لیکن طالب علمی زمانہ کے وقت کی اہمیت کو کوئی کیسے سمجھائے یہی تو آپ کا اصل سرمایہ ہے آپ کی زندگی کا جوہر ہے، اس کے ایک ایک لمحہ کو نچوڑ لیجئے اور اپنے حق میں استعمال کر لیجئے۔ آئندہ زندگی کی کامرانی و فتح صرف اس بات میں مضمر ہے کہ آپ اپنے اس وقت کا استعمال کس طرح کیا ہے اور اس وقت جو لمحہ بھی برباد اور ضائع ہوگا آپ یقین جانئے کہ آئندہ آپ کو اس کی بہت بھاری قیمت چکانی پڑے گی اس کی جلن اور کڑھن آپ کو اپنے سینہ میں چھپائے رکھنا پڑے گا اور کوئی آپ کو تعزیت بھی نہیں پیش کر سکے گا۔

## دنیا کو فتح کرنے سے پہلے خود اپنے کو فتح کرنا ہوگا:

عزیز بھائیو! جس مادر علمی سے آپ کا تعلق ہے اور جن علوم کے آپ وارث ہیں اس کا منطقی نتیجہ اور نظری تقاضا ہے کہ انشاء اللہ آپ مقام دعوت پر سرفراز ہوں گے اور جس معاشرہ و سماج سے بھی آپ کا تعلق ہوگا اس کی قیادت آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ اس قائدانہ کردار کی ادائیگی کے لئے آج ہی سے آپ کو بساط بچھانی ہے اور اس کا پہلا مہرہ خود آپ کو بننا ہے اور آپ کو خود اپنے لئے اپنے آپ کو فتح کرنا ہوگا۔ اپنے نفس کو اپنے بہت سے ارادوں کو اپنی بہت سی خواہشات کو اپنے پرعزم یقین کا اسیر کرنا ہوگا۔ آپ خود شکنی کی اس آزمائشی بھٹی سے دوچار ہو کر ہی کندن بن کر نکلیں گے جو دنیا میں آپ سے قائدانہ کردار ادا کرا سکیں گے اور آپ کو بلند، سخن دلنواز و جاں پرسوز کے صفات سے متصف ہونا ہوگا۔

عزیز دوستو! موجودہ دور بڑی کشمکش اور مقابلہ کا ہے۔ اپنے علم و کردار سے جب تک کسی بھی شخص کی افادیت واضح نہیں ہو جاتی ہے اس وقت تک یہ دنیا ہر شخص کو بے حقیقت

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

# تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان

از: الحاج عبد الکریم پاریکھ (ناگپور)

(تحفظ گائے کے سلسلے میں ایک اعلیٰ سطح کی کانفرنس ۱۹ ستمبر ۱۹۷۷ء کو اگرسین بھون ناگپور میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں مولانا الحاج عبد الکریم پاریکھ صاحب کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا، موصوف نے اس کانفرنس میں پون گھنٹہ مفصل تقریر فرمائی، جس کا متن ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کانفرنس میں آر، ایس، ایس کے سنچالک بالا صاحب دیورس اور بابی کمانڈ کے دیگر ذمہ دار، "یگتا مندر" کے سوامی درشنانند جی، جین جہامنڈل، مقامی ہندو مہاسبھا، مارواڑی سوسائٹی کے صدر اور سناتنی دھرم، ویدک دھرم کے سربراہ موجود تھے، نیز پنڈت شیو کرن شرما چھانگانی اور شری گھناٹے صاحب کے علاوہ ملک کی گورکشا کمیٹیوں کے نمائندے اور اعلیٰ سرکاری افسران بھی مدعو تھے۔
تحفظ گائے کے مسئلہ میں اس تقریر میں پیش کردہ حقیقت پسندانہ تجزیہ اور بے لاگ نقطۂ نظر سن کر سامعین نے اعتراف کیا کہ اس مسئلہ میں واقعی پہلو اور صحیح زاویہ نظر اپنانے کی ضرورت ہے)۔

(بقلم احمد اللہ عقیل مالیگانوی)

★

الحمد للہ وحدہٗ، وانجز وعدہٗ، ونصر عبدہٗ، وھزم الاحزاب وحدہٗ۔

بعد حمد و ثنا کے فرمایا کہ،

مجھے اس کانفرنس میں جو تحفظ گائے کے لئے منعقد کی گئی ہے میرے ہندو بھائیوں نے مدعو کر کے مجھ پر بڑا احسان کیا اور اپنے ایک مسلمان بھائی پر بھروسہ کر کے سب سے پہلے میری تقریر کا اعلان کیا، اس پر اپنے ہندو بھائیوں کے لئے ہم سب کے مالک سے میری دلی دعا ہے کہ اس مسئلہ میں کسی غلط معلومات کے بجائے ہم کو تحفظ گائے کے لئے حقیقی اور صحیح معلومات کی طرف رہنمائی کرے خدا کی مدد اور اس کی ہدایت کے بغیر ہم کسی بات کے صحیح رخ پر نہیں پہنچ سکتے۔

میرے بھائیو! آج کے جلسے میں "گؤ ہتیا" اور "گؤ رکشا" یعنی گائے کشی اور گائے کی حفاظت دونوں باتیں زیر بحث ہیں میں چاہوں گا کہ ہم سب دل کی گہرائی سے اس مسئلے پر سوچ بچار کریں چنانچہ ہمیں ماننا پڑیگا کہ "گؤ ہتیا" اور "گؤ رکشا" دونوں میں فرق ہے۔ اسلام کا جہاں تک تعلق ہے وہ کسی جانور کے بلا ضرورت قتل کی اجازت نہیں دیتا۔ خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صاحبؐ کی حدیثوں میں چھوٹے پرندوں کے گھونسلوں کو بھی اجاڑنے کی سخت ممانعت ہے یہاں تک کہ پنجروں میں کسی پرندے کو قید رکھنا بھی ناپسند سمجھا گیا ہے اور قرآن نے کسی بھی جان کو ناحق قتل کرنے کو منع کیا ہے۔

"گؤ ہتیا" کے لفظ سے بڑی غلط فہمی ہو جاتی ہے اس لئے میری یہ بڑے ادب کے ساتھ گذارش ہے کہ اس مسئلہ کو تحفظ گائے یا ہندی زبان میں "گؤ رکشا" کہنا مناسب ہے۔ "گؤ ہتیا" کا لفظ ترک کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا امید ہے میری اس گزارش کو قبول فرمایا جائے گا۔

تحفظ گائے ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نہایت ہی ٹھنڈے دماغ اور پوری سوجھ بوجھ کے ساتھ غور کیا جانا چاہیئے۔ اس مسئلہ کا تعلق صرف مسلم قوم سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ہمارے ہندو بھائیوں اور ان کے مذہبی جذبات سے بڑے پیمانہ پر وابستہ ہے اور ملک کی چھوٹی بڑی متعدد اکائیاں بھی اس مسئلے سے متعلق ہیں۔

لیکن جب کبھی گائے کے بارے میں کوئی بات ہوتی تو الزام صرف مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے، انجانے میں اور ناواقفیت کی بنا پر جو ہمارے بھائی گائے کے بارے میں صرف مسلمانوں کے بارے میں نفرت پیدا کرنے کا گناہ مول لیتے اور امن پسند سنجیدہ بھائیوں کو غصہ دلاتے ہیں، میرے خیال میں ایسے لوگ ہمارے ملک کی اکثریت کو غلط ڈھنگ سے سوچنے کا عادی بنا دیتے ہیں پھر یہ لوگ گائے کے مسئلے سے اور اسلامی عقیدے سے بھی ناواقف ہونے کی وجہ سے بد امنی کا سبب بنتے ہیں۔

قرآن کی اجازت کے مطابق مسلمان جن جانوروں کا گوشت کھا سکتا ہے ان میں گائے بھی شامل ہے، یہ بات بھی واضح کرتا چلوں کہ گائے کے گوشت کا استعمال جائز ہے لیکن فرض نہیں کہ ہر مسلمان کو اسے کھانا ہی پڑے گا بلکہ اس کی چھوٹ ہے اور کھانے والے کی ضرورت پر منحصر ہے آج بھی مسلمانوں کے پڑھے لکھے لوگ، مالدار لوگ، ڈاکٹر، وکیل، بیوپاری یا ایسے لوگ جن کا ہاضمہ کمزور ہوتا ہے۔ وہ شاید ہی اس گوشت کا استعمال کرتے ہوں، مگر ہمارے جو غریب بھائی ہیں جن کو دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں یا جنکی آمدنیاں کم ہیں اپنی ضرورت کے تحت پیٹ بھرنے کے لئے اسلام کی دی ہوئی اس اجازت کا ضرور فائدہ اٹھاتے ہیں اس طرح کے لوگوں کو بھی ان کی ضرورت پر ہمدردی اور دلسوزی سے غور کر کے انھیں آسانی سے منایا اور سمجھایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے اس حق کو چھوڑنے پر راضی ہو جائیں، لیکن بہرحال انسانی ہمدردی اور مسئلہ کے حل کے لئے ان کے نقصان کی بھرپائی کا ہم کو انتظام کرنا ہوگا۔

اس موقعہ پر میں چاہوں گا کہ مسلمانوں کے جذبات واحساسات کو اور ان کے دلوں کو جو تکلیف پہونچتی ہے وہ آپ تک پہونچا دوں کہ جب کبھی گائے کا مسئلہ اٹھایا جاتا ہے سب کو چھوڑ کر صرف مسلمانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے حالانکہ مسلمانوں سے کئی گنا تعداد میں دوسری قوموں کے کروڑوں لوگ گائے کا گوشت کھانے کھلانے میں بہت بڑے حصہ دار اور شریک ہیں، مثلاً بدھ مذہب کے لوگ، ہمارے ہریجن بھائی، عیسائی مذہب والے، پارسی لوگ ان کے علاوہ جنوبی ہند کے (SOUTH INDIAN) لوگ جس میں ہندو کروڑوں کی تعداد میں گائے کا گوشت کھاتے ہیں، پھر کورکو، بھیل، بھنگی، چمار، گونڈ، جنگلی قبائل، ناگا لوگ اور نیپالی گورکھے بھی گائے کا گوشت کھلے عام استعمال کرتے ہیں، سرکس والے اپنے جنگلی جانوروں کو گائے کا گوشت ہی کھلاتے ہیں، مسلمان جتنا گوشت کھاتے ہیں اس کا بیس گنا گوشت تو یہ سب لوگ کھا جاتے ہیں۔ اب اگر مسلمان گائے کے گوشت سے اپنا حق اٹھالے تو کیا باقی سب اکائیاں اس میں ہمارا تعاون کریں گی جبکہ دیگر گوشت خور ذاتیں، مذہب اور قبائل ہمارے ساتھ نہ ہوں صرف مسلمانوں کے تعاون سے کچھ بھی بات نہیں بن سکتی۔

اس ملک میں ہڈیوں کی تجارت چمڑے خاص طور سے ذبح کئے ہوئے جانوروں کے چمڑے بہت قیمتی مانے جاتے ہیں اسکے کارخانے جوتے کی فیکٹریاں جس میں کئی لاکھ لوگ کام کرتے ہیں، جوتے چپل کی صنعت باٹا جیسی کمپنی کی ملک گیر صنعت، نیز چمڑے کی پٹیاں، بکسے، بیگ، کمر پٹے، بٹوے، پاکٹ ان سب کے کارخانے چلانے والے سب مسلمان نہیں بلکہ زیادہ تعداد میں دوسرے لوگ شریک ہیں، بڑے بڑے ہوٹل جس کے چلانے میں شاید سرکار بھی حصہ دار ہے وہاں بڑے پیمانے پر گائے کا گوشت پکا کر بیچا اور کھلایا جاتا ہے کیا یہ سب مسلمان ہیں؟

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ گائے کا گوشت یہاں سے (EXPORT) ہو کر دوسرے ملکوں میں بھیجا جاتا ہے۔ اور میری معلومات کے مطابق اس تجارت میں ہندو بھائی لاکھوں کروڑوں روپے کما لیتے ہیں پھر ملک کے سرکاری جہازوں کو بیف پیش کرنے والے کیوں چھوڑے جائیں جو گائے کا گوشت کھلانے کے حصہ دار ہیں ظاہر ہے یہ کام بھی مسلمان نہیں کرتے۔ "کاف لیدر" جو بچھڑے کا چمڑا ہے اور بڑی بھاری قیمت پر امریکہ بھیجا جاتا ہے اس کاروبار میں آپ کو ایک بھی مسلمان نہیں ملے گا۔

اب رہا گوشت استعمال کرنے کا معاملہ تو مسلمان صرف ان جانوروں کا استعمال کرتا ہے جو حلال اور جائز ہیں آپ کے سامنے قرآن کی ایک آیت پڑھ کر سناتا ہوں جس سے آپ کو صحیح اندازہ ہوگا کہ مسلمانوں کو گوشت کھانے کے سلسلے میں کتنی باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

"حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع۔ (۵-المائدہ - ۳)

(تم پر حرام کر دیا گیا مردار جانور، خون اور سور کا گوشت بھی حرام ہے، اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام جس جانور پر پکارا گیا وہ بھی حرام ہے اور جو جانور گلا گھونٹ کر مارا جائے اور چوٹ لگ کر مرے، یا اوپر سے گر کر مر گیا ہو اور سینگ کی مار سے مرا ہوا جانور یہ سب حرام ہیں اور درندوں نے جس جانور کو مار کھایا ہو وہ بھی حرام ہے)۔

قرآن کے اس حکم نے آج کے مشینی قتل خانوں کے "Machanical Slatar House" ان تمام جانوروں کو بھی حرام کر دیا جن کو مشین کے ذریعہ قتل کیا جاتا ہے۔

آپ کو سنکر تعجب اور حیرت ہوگی کہ مشینی قتل خانوں کا گوشت مسلمان ہرگز نہیں کھاتا پھر



یہ کون لوگ ہیں جو یہ گوشت کھا جاتے ہیں ان کو اس مسئلے میں منسلک سمجھنا چاہیئے اور انہیں بھی اس کے حل کے لئے آواز دینی چاہیئے۔

قرآن کی چھ نمبر کی سورہ انعام میں آیت ۱۴۲ تا ۱۴۵ میں بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے، بھیل کھانے کی اجازت دی گئی ہے لیکن کوئی بھی جانور اسلام کے خاص طریقہ کے مطابق حلال کئے بغیر مسلمان نہیں کھا سکتا، میں آپ کو بتا دوں کہ جانور کو قبلہ رخ لٹانا، اس پر اللہ اکبر کہنا، اور کہنے والے کا مسلمان ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم ذبح کریگا تب بھی مسلمان کو یہ جانور کھانا حرام ہوگا پھر ذبح کا طریقہ بھی ایسا کہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو، کسی غیر اسلامی طریقے سے جانور کو تڑپا تڑپا کر اور دیر تک تکلیف دینے والے کسی بھی طرح کے جھٹکے کا استعمال مسلمان کے لئے منع ہے۔ اب یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی کہ اسلام میں گوشت کھانے کی بہت سی شرطیں ہیں ان شرطوں کو پورا کئے بغیر کسی جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ کیا مسلمانوں کے علاوہ دوسری گوشت کھانے والی قومیں اپنے اوپر اتنی پابندیاں لازم مانتی ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہمارے دوسرے گوشت خور بھائی اتنی پابندیاں نہیں مانتے تو خوب سمجھنا چاہیئے کہ حلال اور حرام میں اتنا ہی فرق ہے جتنا بدکاری اور نکاح میں فرق ہوتا ہے، جس طرح ایک شخص کسی بازاری عورت سے زنا کرتا ہے یعنی جنسی ضرورت پوری کرتا ہے تو مذہب کی نگاہ میں وہ بدکاری کا فعل ہے اور ایسے بدچلن شخص کو سزا دینے کی وعید ہے، لیکن اگر کوئی شخص نکاح کرتا ہے اور اپنی عورت سے جنسی ضرورت پوری کرتا ہے اسے بدکار نہیں کہتے۔ ظاہر ہے بدچلن آدمی اور نکاح کرنے والا دونوں ایک ہی فعل کرتے ہیں لیکن ایک کا فعل گناہ ہے اور دوسرے کا فعل جائز ہے بلکہ صرف جائز ہی نہیں سوسائٹی کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اس طرح جو لوگ قاعدے کی پابندی کئے بغیر اندھا دھند گوشت خوری کرتے ہیں اور جو لوگ قاعدے کی پابندی کے ساتھ اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں اور گوشت کا استعمال کرتے ہیں قانون اور مذہب کی نگاہ میں دونوں کو الگ الگ مرتبہ دیا جانا چاہیئے۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اس مسئلے میں ہر پہلو پر غور کرنا چاہیئے۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو صرف وہی گوشت کھانا جائز ہے جو حلال طریقے سے اور اجازت دئے ہوئے جانور کا گوشت ہو۔ ہر طرح کے حرام حلال جانور اور بغیر کسی پابندی کے ہر ایک جانور کو کھا جانا یا مشینی قتل خانوں میں کاٹے ہوئے جانور کو کھا جانا جو لوگ پسند کرتے ہیں ان پر مجھے کوئی اعتراض نہیں البتہ میں یہ ضرور بتانا چاہوں گا کہ یہ تصور کر لینا کہ صرف مسلمان ہی گوشت خور ہے اور گائے کا استعمال بھی صرف مسلمان کرتا ہے تو اس مسئلے میں غلط راہ پر چل جانے کے بعد غور و فکر کرنا ایک بے عمل اور بے معنی بات ہوگی۔

ہمارے ہندو بھائیوں میں جو لوگ گائے کے ادب و احترام اور تقدس کے قائل ہیں انکی خدمت میں نہایت ہمدردی اور ادب سے عرض ہے کہ آپ اہنسا اور عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں آپ رحمدل ہیں بلکہ اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق سانپ کو دودھ پلاتے ہیں کیا آپ مسلمانوں کے ساتھ اس معاملہ میں اس بات سے متفق نہ ہونگے کہ مسلمانوں کو جتنا تعلق گائے کے گوشت سے سمجھا جاتا ہے اس سے بیس گنا تعلق دوسری قوموں کا اس مسئلہ سے ہے۔ اب مسلمان جب یہ بات سنتا اور پڑھتا ہے کہ گائے کے بارے میں صرف میری طرف انگلی اٹھائی جاتی ہے تو قدرتی طور پر اس کا دل دکھی ہوتا ہے، امید ہے میرے ہندو بھائی ہماری اس تکلیف کا ضرور احساس کرینگے کہ ہماری طرف صرف اتنا ہی اشارہ کیا جائے جتنا کہ ہمارا تعلق ہے، باقی دوسری لاتعداد اور ان گنت باتیں جو گائے کے متعلق ہیں ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس مسئلہ کا حل مسلمانوں کے سوا دوسری بہت سی قوموں سے تبادلہ خیالات اور فیصلوں کے بعد ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ فقط مسلمانوں کے لاکھ تعاون کے بعد بھی مسئلہ جوں کا توں ہی رہے گا جیسا کہ اب تک رہا ہے۔

مسلمان عالموں نے اب تک اس معاملے میں ہمیشہ ہمدردی کا طریقہ اپنایا ہے وہ آپ کے مذہبی احساسات کو خوب جانتے ہیں آپ کا دکھ درد ہمیں محسوس ہوتا ہے ہمارے مذہبی عالموں نے کل ہند سطح پر ہمیشہ اس مسئلے کو ہندو بھائیوں کے نازک احساسات کو سامنے رکھ کر سوچا ہے اور بڑی احتیاط کے ساتھ اس مسئلے میں ہر وقت ہندو بھائیوں کے مذہبی خیالات کا احترام کیا ہے، اور کبھی بھی اس معاملہ کو الجھن میں نہیں ڈالا البتہ سیاسی لوگ اپنے طور پر اس مسئلہ کو اچھال کر اپنا کرتب دکھاتے ہیں آپ کو اس کے حل کے لئے ہمارے معتبر، ذمہ دار شخصیات اور علم و فہم لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، مثلاً

مسلم پرسنل لا بورڈ جس کے ذمہ دار امیر شریعت بہار اڑیسہ مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کل ہند مسلم مجلس مشاورت کے صدر مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی۔ ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی جو پیام انسانیت کے داعی اور رہبر ہیں اور ایک عالمگیر شخصیت کے حامل ہیں، نیز مدرسہ دار العلوم دیوبند جو ملک کی ایک عظیم مذہبی درسگاہ ہے اس کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اور جمعیۃ العلماء ہند کے مولانا اسعد مدنی صاحب یہ سب لوگ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں اور ہندو بھائیوں کے نازک احساسات کا خیال رکھتے ہوئے کبھی بھی ہندو بھائی، انجمن یا کسی کا دل دکھا کر ان لوگوں نے بات نہیں کی۔ آپ اگر مسلمانوں کے کچلے ہوئے اور غریب عوام کو گائے کے گوشت کے بدلے کے طور پر کسی اور انتظام کی طرف پیشقدمی کریں تو اس مسئلے کو حل کر لینا کوئی مشکل کام نہیں مذہب تو دلوں کو جوڑنے والی طاقت ہے دلوں کو توڑنا اور انسانی برادری میں نفرت اور کھینچاؤ تناؤ پیدا کرنا مذہب اور دھرم کا مقصد کبھی نہیں ہو سکتا مسلمانوں کے ذمہ دار لوگ آپ کو ہر طرح اس مسئلے کے تمام پہلوؤں میں معاون ہوں گے بات صرف اتنی دھیان میں لانی چاہیئے کہ فقط مسلمان کو ہی اس ملک میں حفاظت گائے کا ذمہ دار نہ مانا جائے۔ بلکہ متعلقہ تمام گروہ بھی زیر بحث لائے جائیں تاکہ سب کے تعاون سے کوئی عملی شکل بن سکے۔

آج کی اس موقر اور سنجیدہ مجلس میں آنے سے پہلے مجھے یہ سنکر بہت ہی دکھ ہوا کہ حکومت کے اعلیٰ سطح کے لوگ اور سیاسی جماعتیں گائے کے مسئلے میں مسلمانوں کا نام اچھال کر غلط ڈھنگ سے الجھن پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ہندو بھائیوں کو یہ کہہ کر اکساتے ہیں کہ مسلمان ہی تحفظ گائے کا بیری ہے مجھے امید ہے کہ میری تقریر سے آپ سب کو سوچنے کے انداز میں کچھ معاون خطوط اور نشانات ملے ہوں گے جس پر اس بڑی اہم کانفرنس میں دانشوروں کو، حکومت کے ذمہ داروں کو، اور سیاسی جماعتوں کے ساتھ سماجی کارکنوں کو فیصلے کرنے میں سہولت ہوگی۔ اب میری چند گزارشات اس ضمن میں بطور مشورے کے غور کرنے کے لئے سامنے رکھی جائیں تو شکر گذار ہوں گا۔

۱- گاؤ کشی یعنی گؤ ہتیا اور گؤ رکشا یعنی تحفظ گائے، دونوں باتیں الگ الگ ہیں دونوں کو الگ کر کے غور کیا جائے۔ بے ضرورت اور بے مقصد کسی جانور کو قتل کرنا اسلام میں تو جائز ہی نہیں البتہ حفاظت گائے کے مسئلے میں ہندو بھائیوں کے احساسات کی رعایت کے لئے سوچا جانا چاہیئے۔

۲- اس مسئلے پر بدھ، ہریجن، عیسائی، مسلمان، پارسی، ساؤتھ انڈین، بھیل، گونڈ، کورکو، آدیواسی، نیپالی گورکھے، ناگا قبائل، چمار، بھنگی اور دوسرے وہ ہندو بھائی اور غریب مزدور جو مجبوری اور غربت سے گائے کا گوشت کھاتے ہیں، پھر سرکس کے نمائندے جو اس ملک میں روزانہ سیکڑوں پالتو درندوں کو گائے کا گوشت کھلاتے ہیں اور جوتے، چمڑے، ہڈی کے کارخانے والے، دوسرے قصاب بھائی، نیز باٹا کے جوتے کی فیکٹری، کاف لیدر کے بیوپاری اور ان کے نمائندے، گائے کے چمڑے اور گوشت کا (EXPORT) کرنے والے، چمڑے کی پٹیاں، بیگ، پاکٹ، بیلٹ، بٹوے وغیرہ بنانے والے اور تمام متعلقہ افراد کے ساتھ تمام صوبائی حکومتوں کے وزرائے اعلیٰ اور حکومت ہند کے نمائندے کسی ایک جگہ ایک ٹیبل پر بیٹھ کر سوچیں اور انسانی ہمدردی کے ساتھ غور و فکر کریں۔

۳- جو لوگ تحفظ گائے میں مذہبی احساسات رکھتے ہیں وہ ایک ایک ناکارہ گائے کو جو دودھ نہیں دیتی اسے اپنے گھر پر پرورش کریں اور کسی قیمت پر اسے نہ بیچیں گے ایسا حلف لیں تاکہ ناکارہ جانور بکنے بند ہوں۔ دودھ دینے والا جانور بڑا قیمتی ہوتا ہے ہر ایک اسے پالتا ہے، سوال ناکارہ گائے کا ہے جسے خوراک دیتے رہنا مذہبی عقیدے کے اعتبار سے صرف ہمارے ہندو بھائی ہی کر سکتے ہیں یہ قربانی بہرحال انہیں دینی ہوگی کہ ہر ہندو بھائی ایک ایک ناکارہ گائے کی پرورش کرے۔

۴- اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے مرکزی حکومت ایک "گائے منسٹری" تشکیل دے اور اس کے تحت ایک مشاورتی بورڈ بنائے جس میں اس سے متعلق تمام اکائیوں کے نمائندے مل جل کر اس مسئلے کا موثر حل نکالیں۔

۵- اس کے پہلے کہ حکومت اپنے مشینی قتل خانے بند کرے گائے کا گوشت حکومت اپنی ہوٹلوں میں بند کرے۔ کاف لیدر (بچھڑے کا چمڑا) (EXPORT) نہ کیا جائے۔ آج کے حکمراں جب عوام میں تھے تو یہ سب باتیں وہ کہا کرتے تھے لیکن اب صرف مسلمانوں کا نام لے کر اصل مسئلے کے حل سے حکام ہٹنا چاہتے ہیں۔ اور بات کا رخ مسلمانوں کی طرف موڑنا ترک کریں۔

۶- جوتے، چپل، بیگ اور چمڑے وغیرہ کے کارخانوں میں جو مزدور کام کرتے ہیں ان کے ہرجانے پر غور کیا جائے اور انہیں دوسرا کام دلانے کے بارے میں منصوبے بنائے جائیں۔

۷- گوشت خور غریبوں کو چھوٹے جانوروں کے گوشت سستے دام میں ملنے کی سہولتیں دی جائیں اور کوئی موثر اقدام کیا جائے تاکہ قصاب برادری کسی دوسری صنعتی لائن میں کام کر سکے۔

۸- ہندو مذہب کا رہنما عام ہندو بھائیوں میں گوشت خوری کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکیں اور اپنا مذہبی اثر اور حکم استعمال کریں تاکہ جن کو گوشت کھانا مذہبی نقطۂ نظر سے جائز ہے انھیں یہ غذا سستے داموں حاصل کرنے میں دقت نہ ہو اور گائے کا گوشت کھانے کی ضرورت ہی نہ باقی رہے۔

۹- ابھی تک جس طرح اس مسئلے پر صرف مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے سوچا جاتا رہا اس طریقے سے ملک کے بہت سے بے گناہوں کے قتل ہوئے اور ناحق ان کے خون بہے انسانوں کے ہاتھ ہی انسانیت کا قتل عام ہوا اس انداز کو بند کر کے انسانی ہمدردی اور غذائی ضرورت

کو بنیاد بنا کر فیصلے کئے جائیں صرف مذہبی جنون سے مسئلہ کا حل نہیں نکل سکتا۔

۱۰۔ پسماندہ، پچھڑے ہوئے اور غریب طبقہ کے لوگوں کی غذا گائے نہ بن سکے اس کے لئے ایک بڑا فنڈ ہندو بھائی اپنی انسانی ہمدردی کے تحت خود قائم کریں اور متاثرہ لوگوں تک امدادی ہاتھ بڑھا کر راہ ہموار کریں تاکہ پچھڑے ہوئے لوگ بھوک، مجبوری اور خوشی سے گائے کا گوشت کھانا ترک کر دیں۔

۱۱۔ چمڑے والے بیوپاری اور کارخانے کے مالکوں نے مجھے بتایا کہ مردار جانوروں کے چمڑے سے بننے والے مال خراب ہوتے ہیں اور عالمی منڈیوں میں صرف حلال جانوروں کے چمڑے کا بنا ہوا مال ہی اعلیٰ درجہ کا اور کوالیٹی میں نہایت ہی عمدہ مانا جاتا ہے۔ یہ لوگ بھی ذبیحہ گائے کے لئے مالی لالچ دے کر گائے ذبح کرانے کا سبب بن سکتے ہیں، انھیں بھی مجبور کرنا ہوگا کہ اپنے سرمایہ کے زور پر لوگوں کو گائے کاٹنے کے سلسلہ میں ہمت افزائی نہ کریں اور کوئی دوسرا کاروبار تلاش کریں، تاکہ خود ہندو مذہب کے افراد ہو کر گائے کے معاملہ میں خلاف نہ جا سکیں۔

۱۲۔ ہزاروں گائے کے جھنڈ جو سڑکوں پر مفت میں مل جاتے ہیں انہیں بھوکے پیاسے ہانک کر جو بیوپاری ہمارے ملک کے سرحدی علاقوں پر نیپال، پاکستان اور برما والوں کو دس پانچ روپے میں فروخت کر دیتے ہیں۔ پڑوسی ملک کے لوگ اتنے سستے داموں کا جانور کھا لیتے ہیں اور اپنا اناج بھی بچا لیتے ہیں اور ہڈی چمڑے کی الگ قیمت وصول کر لیتے ہیں یہ چیز ہمارے ملک کی معیشت کو تنگ اور اناج کی قلت کو بڑھا دیتی ہے اس کا کوئی حل نکالنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے، میری جہاں تک معلومات ہے ہندوستانی مسلمان یہ سرحدی [illegible] ہرگز نہیں کرتا کہ وہ پہلے سے بدنام ہے اور ڈرا سہما ہوا بھی۔ دوسرے بے ہمت لوگ کھلے عام برما، پاکستان اور نیپال کی سرحد پر لاکھوں گائے پڑوسی ملک کے حوالے کر آتے ہیں اور شرک پر بغیر کسی کی ملکیت کے مفت مل جانے والے جانوروں کو غیر ملک میں بھیجتے ہیں۔

۱۳۔ جو لوگ ہندو ہو کر بھی گائے کا گوشت کھاتے ہیں انہیں ہندو مذہبی رہنما سختی سے منع کریں اور روک لگائیں ایسے لوگوں کو جو کسی مذہب کے ہو کر بھی اس مذہب کے خلاف عمل کرتے ہیں انہیں منافق اور دو غلے مان کر سماج اور سوسائٹی سے باہر کر دینا چاہیے اور ان کا سماجی بائیکاٹ ہونا چاہیے یہ سب سے قدم اٹھانا ہندو مذہبی عالموں، شنکر اچاریوں اور پنڈتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی مذہبی طاقت کا استعمال کر کے گائے کا گوشت کھانے کی اس روش کو جو خود ہندو بھائیوں کے درمیان جاری ہے پورے طاقت سے روک لگائیں۔

اسلام میں جن جانوروں کا کھانا حرام ہے اس کا کھانا مسلمانوں کو منع ہے اگر کوئی ایسا جرم کرے تو اسے اسلام سے خارج کر دینے کا ہمارے یہاں انتظام ہے یہی وجہ ہے کہ مسلم عالم دین ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ جو مذہبی لحاظ سے منع ہے اس کا استعمال کرنے والے کو سماج سے نکال دینا چاہیے تاکہ وہ شادی، بیاہ، کفن دفن سے مجبور ہو کر مذہب کے خلاف کسی عمل کی جرأت ہی نہ پیدا کر سکے۔ ہندو دھرما چاریوں کے لئے اپنے مسلم بھائیوں کا یہ نمونہ کام کا ہے اگر اس کا استعمال کر کے ہندو مذہبی رہنما گائے کا گوشت کھانے والے ہندو کو مذہب سے الگ کرنے کا اعلان کرنے لگیں تو گائے کا گوشت کھانے کی ہندو بھائیوں کی عادت ختم ہو جائے۔

۱۴۔ اپنی طرف سے میں اپنے ہندو بھائیوں سے صاف دلی سے عرض کرتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کی محبت اور الفت ہندو مذہب میں دَیا (رحم) حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ بھی ہندو بھائیوں کا تعلق دَیا اور رحم کا ہے اس لحاظ سے اپنے مسلمان بھائیوں جو آپ کے چھوٹے بھائی ہیں آپ حق و انصاف کے تقاضوں اور انسانی رشتہ اور تعلق کو کبھی فراموش نہ کریں۔

اور مسلمان بھی اپنی طرف سے اسلام کی دعوت توحید اور پڑوسیوں کا وہ حصہ جو مسلمانوں پر بطور قرض ابتک باقی ہے اپنے ہندو بھائیوں کی خدمت میں پیش کریں۔

ایک حقیقت پسند انسان، ایک سچے ہندوستانی اور پوری انسانی برادری کے ایک ہمدرد کے ناطے یہ اپیل کروں گا کہ اس مسئلے کو کسی ایک فریق سے ہرگز نہ جوڑا جائے بلکہ حق و انصاف کی ترازو میں جس جس طبقہ کا اس مسئلہ سے تعلق ہو ان سب لوگوں کا تعاون حاصل کیا جائے۔

اور آخر میں مجھے پیار و محبت اور دل کی گہرائیوں سے کہنے کی اجازت دیجئے کہ ہندو بھائی ہم سے بڑے ہیں بڑے بھائیوں کا ادب و لحاظ ہمارے ذمہ ہے اور مسلمان آپ کے چھوٹے بھائی ہیں چھوٹوں کے ساتھ رعایت و سہولت کا معاملہ ہونا چاہیے۔

آپ نے میری باتوں کو صبر و سکون کے ساتھ سنا اس پر میں آپ کا شکر گذار ہوں آپ کے دیئے ہوئے پیار اور بھروسے کی قدر کرتا ہوں اور پھر ایکبار انسانیت کے نام پر انسان کی حفاظت انسان سے محبت آپ سے طلب کرتا ہوں کہ ہماری کسی بھی انسان کا نہ تو دل دکھایا جائے نہ اسے ستایا جائے اور ہر انسان کی جان و مال اور آبرو کا احترام کیا جائے کیونکہ کسی ایک جان کو بھی ناحق قتل کرنے پر پوری انسانیت کا خون ہمارے کاندھوں پر آتا ہے اسلئے انسانیت کو خون خرابے سے بچانے کیلئے ہم سب کو مل جل کر کام کرنا چاہیے۔

## بقیہ صفحہ ۳: اداریہ

اب تک ہم نے جو کچھ عرض کیا اس کا تعلق اجتماعی اداروں، انجمنوں اور قومی، ملی کاموں سے تھا۔

حقوق العباد کے سلسلہ میں ہم ذرا اپنی انفرادی ذمہ داری کا بھی جائزہ لیں کہ اس میں ہمارا کیا حال ہے اور ہمارے اس حال زار نے ہم کو پستی کے کس مہیب غار میں ڈھکیل دیا ہے۔ ہماری انفرادی زندگی کا یہ بڑا زبردست المیہ ہے کہ ہم عبادت و ریاضت، نوافل اور ذکر و تلاوت کا تو ایسا اہتمام کرتے ہیں کہ بسا اوقات غلو کا شکار ہوتے ہیں، لیکن اخلاق و معاملات اور حقوق العباد کا معاملہ آتا ہے تو ہماری ساری دینداری کچے دھاگے کی طرح سے ٹوٹ کر رہ جاتی ہے۔ یہ ہماری زندگی اور ہمارے معاشرہ کا وہ تاریک پہلو ہے جس پر ہماری نظر کم جاتی ہے۔

ہمارے پڑوسیوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں محلہ کی بیواؤں اور یتیموں کے ہم پر کیا حقوق ہیں۔ ہمارے شریک کار یا شریک کاروبار لوگوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں، ہمارے اہل خاندان اور دوست و احباب کے کیا حقوق ہیں غرض یہ کہ حقوق العباد کی طرف سے ہم یکسر صرف نظر کرتے ہیں اور اس کو جیسے کوئی اہمیت نہیں دیتے حالانکہ اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات عقائد و عبادات کے ساتھ ساتھ بنیادی حیثیت کی حامل ہیں — ہم ذرا سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کریں اور اپنی زندگی میں تبدیلی لائیں۔ اگر ہم اس پر قابو پا لیتے ہیں تو ہمارے بہت سے مسائل از خود حل ہو جائیں گے، ہمارا یہ احساس اگر بیدار ہو جاتا ہے تو ہماری مسرفانہ تقریبات خواہ وہ عید میلاد النبی کی شکل میں ہوں یا شادی بیاہ کی شکل میں، ختم ہو جائیں گی اور اس وقت ایک پیسہ بھی بیجا خرچ کرنے میں دل دکھے گا اور ایسا محسوس ہوگا کہ ہم کسی یتیم و بیوہ کا مال خرچ کر رہے ہیں پھر ہم انشاء اللہ اس قرآنی ارشاد کا مصداق ہوں گے۔

"وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔"

(اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ وہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ ضرورت سے زیادہ نہ کم)

جس وقت ہم اپنی ان کمزوریوں پر قابو پالیں گے وہی ہماری قوم و ملت کے عروج کا وقت ہوگا۔

تفصیل کا یہ موقع نہیں ورنہ ہم یہ لکھتے کہ حقوق العباد کی پامالی، حق تلفی و دل آزاری، بدمعاملگی اور عہد شکنی اللہ تعالیٰ کے غضب کو کس طرح بھڑکاتی ہیں، اور کیا اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ کسی قوم کو عروج حاصل ہو سکتا ہے اور ذلت و نکبت کا لباس اس سے اتارا جا سکتا ہے۔

## بقیہ ص: ۱۱

و بے اثر اور بے وزن سمجھتی ہے، جس دن حسن کردار و علمی تفوق آپ کا ثابت ہو گیا، پوری دنیا آپ کے قدموں پر ہوگی، صاحب ضمیر و باکردار ہونا ہی اس وقت بہت بڑا کمال ہے اور نفس کے خلاف بہت بڑا جہاد ہے، حرص و ہوا کی آندھیوں میں جب کہ بڑے بڑے تناور درخت گر چکے ہوں تو اس شب تاریک میں یقین، عزم، عمل و کردار کی قندیل آپ ہی کو جلانا ہے۔ اس کے لئے دوہری محنت، دوہری مشقت برداشت کرنا ہے اور عوام کو بہرحال ان کا کھویا ہوا اعتماد بحال کرنا ہے اور اگر خدانخواستہ ہم اس اعتماد و یقین کے بحال کرنے میں ناکام رہے تو ہندوستان کی مسلم تاریخ کا یہ اتنا بڑا المیہ ہوگا، جس کی ہولناکی کا اندازہ ابھی نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ علم و دین کی خدمت کا خدائی نظام وراثت یا جاگیردارانہ نظام پر قائم نہیں ہے یہ امت مسلمہ کے ہر فرد کی صلاحیت محنت اور لگن اور ارادہ پر، یہ سعادت اس کی قسمت میں لکھی جا سکتی ہے۔ ورنہ سر دست تو بیشتر مدارس و یونیورسٹیز ڈاکٹر اقبال کے الفاظ میں،

"اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے نمناک"

کے مصداق ہیں۔

ہم اور آپ سب اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ ایک ایسی شخصیت کی سرپرستی حاصل ہے جس کی چشم و ابرو کی منتظر کوششیں رہتی ہیں وہ نہیں، جس کی علمی جستجو و کاوش کے افق روشن کئے ہیں اور جس کے و باکردار ہونے کی شہادت ایک زمانہ دے چکا ہے اور جو اقبال کی اصطلاح میں صحیح مرد مومن کی تصویر ہے، اس موقع اور اللہ کی اس نعمت کو اپنے حق میں زیادہ سے زیادہ مفید بنا ڈالنے کی کوشش کر لیجئے!



# مطالعہ کی میز پر

(تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں)

شمس تبریز خاں

## ماہنامہ "رضوان" "صحابیات نمبر": مرتبہ: مولوی سید حمزہ حسنی صاحب

صفحات: ۲۳۲ قیمت: ۶ روپے

پتہ: دفتر ماہنامہ رضوان، ۳۷۔ گوئن روڈ، لکھنؤ

خواتین کے مقبول ترین ماہنامہ 'رضوان' نے اپنی سلور جبلی کے موقع پر صحابیات طاہرات رض کے عنوان سے یہ نمبر شائع کیا ہے جو ہر طرح لائق تعریف و تحسین ہے۔

شروع میں مرحوم مدیر مولانا محمد ثانی حسنی صاحب کے قلم سے بڑا ہی موثر اور پرخلوص اداریہ ہے جس میں صحابیات کے مختلف کارناموں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

جناب عبدالکریم پاریکھ صاحب نے ازواج نبی کا پرجوش دفاع کیا ہے، محمد طارق ندوی نے حضرت خنساء رض کے ادبی مقام کا تعارف کرایا، مولانا عتیق احمد صاحب بستوی نے صحابیات اور علم حدیث پر تحقیقی انداز سے بحث کی ہے۔ دوسرے مضمون نگاروں میں مولوی عبید اللہ اسعدی، مولوی محمد کاظم ندوی، مائل خیرآبادی اور بعض مشہور عرب اہل قلم شامل ہیں،

مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ کے تحریری تبرکات بھی رسالے کی زینت ہیں۔

اخیر میں جناب مولانا محمد رابع صاحب ندوی نے اپنے برادر مکرم و مرحوم مولانا محمد ثانی صاحب حسنی کے فضائل و کمالات سے پردہ اٹھایا ہے جو برادرانہ محبت و خلوص اور مومنانہ صبر و ضبط کا ایک نمونہ ہے ہم اس شاندار اور کامیاب نمبر پر ادارۂ رضوان کو مبارک باد دیتے ہیں کہ اس نے خواتین کے لئے مثالی خواتین کے حالات کا انتخاب کر کے تعلیم و تلقین نسواں کی راہ میں ایک مستحسن و مفید قدم اٹھایا۔

## ماہنامہ 'البدر' (امام اہلسنت نمبر): صفحات ۱۶۰ قیمت ۸ روپے

پتہ: ماہنامہ 'البدر' دار العلوم فاروقیہ، کاکوری، ضلع لکھنؤ

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب مجددی فاروقی رح کی مقبولیت و محبوبیت کا اندازہ ان کے مروجہ لقب "امام اہلسنت" ہی سے ہو جاتا ہے جو مسلمانوں نے ان کی گرانقدر خدمات کے پیش نظر انھیں دیا تھا۔ انھوں نے جو علمی و دینی کارنامے انجام دیئے اور تشیع کے علمی و تحقیقی جائزے و محاسبے کا جو محاذ قائم کیا اور مسلک اہل سنت کی جس طرح کامیاب ترجمانی کی وہ بے شبہ انھیں مقام تجدید و امامت پر فائز کرنے کے لئے کافی ہے۔

ماہنامہ البدر نے حضرت امام اہلسنت کی یاد میں یہ نمبر شائع کر کے جہاں حضرت رح کے احسانات کی شکر گزاری کی ہے وہیں علم و دین کی بھی ایک خدمت انجام دی ہے۔

نمبر کے لکھنے والوں میں حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی، حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، مولانا عبدالحلیم صاحب فاروقی، مولانا محمد سالم صاحب قاسمی، مولانا سید ازہر شاہ قیصر، مولانا انظر شاہ صاحب، مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی، مولانا نسیم احمد صاحب فریدی، مولانا محمد ثانی حسنی مرحوم، مولانا عتیق احمد صاحب بستوی، مولانا عبدالعلیم فاروقی، مولانا عبدالعلی فاروقی اور حکیم عبدالقوی صاحب دریابادی کے مفید و معلوماتی مضامین رسالے کی رونق اور زینت ہیں اور اُن سے حضرت مولانا کے فضائل و شمائل کے بہت سے پہلو سامنے آجاتے ہیں، اگر کسی ایسے مضمون کی کمی محسوس ہوئی جو ان کے علمی و تصنیفی مقام کا تعین کرتا اور اس میں ان کی گرانقدر تصانیف کا تعارف کرایا جاتا۔

بہرحال ہم مدیران رسالہ کو تہنیت پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک محسن کی قدردانی کی اور اس کی یاد میں ایک شایانِ شان نمبر نکالا۔ عمدہ کتابت، طباعت اور کم قیمت بھی نمبر کا ایک امتیاز ہے۔

## ماہنامہ "محدث": ایڈیٹر جناب صفی الرحمن مبارکپوری

صفحات ۵۶ قیمت سالانہ ۲۵ روپے

پتہ: جامعہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس۔

جامعہ سلفیہ بنارس، عربی میں عرصے سے اپنا مجلہ نکال رہی ہے۔ اب اس نے 'محدث' کے نام سے اردو میں یہ علمی، ادبی اور اصلاحی رسالہ نکالنا شروع کیا ہے جس کا پہلا نمبر پیش نظر ہے۔ کتاب و سنت کی تعلیمات، احکام و عقائد، عالم اسلام، جماعت و جامعہ رسالے کے مستقل عنوانات ہیں۔ ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری نے اسلام سے قبل عورتوں کی حالت کا تفصیلی و تحقیقی جائزہ لیا ہے مجاہدین افغانستان کے ترجمان "صوت الجہاد" کے بعض مضامین کا ترجمہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ اس ابھی ابتدا کو دیکھتے ہوئے رسالے کے مستقبل کی اچھی امید قائم ہوتی ہے۔ ہم اس نئے رسالے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کے کارکنوں کو بلا تفریق مسلک و مشرب اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا موقع اور توفیق عطا کرے۔

## پندرہ روزہ "تہذیب الاخلاق"، علی گڑھ: مدیر: قاضی معز الدین احمد صاحب

صفحات ۲۸ قیمت ۷۵ پیسے سالانہ ۱۵ روپے

پتہ: صفدر منزل، تار بنگلہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

سرسید مرحوم کا رسالہ "تہذیب الاخلاق" اپنے وقت کے تاریخ ساز اور عہد آفریں رسائل میں تھا جس نے مسلمانوں میں علی گڑھ تحریک، زمانہ شناسی اور دنیوی ترقی کے پیغام کو مقبول بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔

ہمیں خوشی ہے کہ تقریباً ایک صدی تک بند رہنے کے بعد اس رسالہ کو جناب سید حامد صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کوششوں سے نئی زندگی ملی ہے اور وہ بڑے اہتمام کے ساتھ یونیورسٹی کے لائق اساتذہ اور خصوصاً شعبۂ دینیات کے ذمہ داروں کے رشحات قلم سے مزین ہو کر نکلنے لگا ہے اور مسلمانوں کی تعلیمی و ثقافتی اصلاح و ترقی اس کا نصب العین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ رسالہ ان مقاصد کو انجام دیتا رہے گا۔ اور تعلیم کو اپنا خصوصی موضوع بنائے گا۔ اور مسلمانوں میں اتحاد و صحیح الخیالی کی روایت عام کریگا۔

## خوب سیرت کہانیاں: مترجم: اخلاق حسین عارف صاحب

صفحات ۶۴ قیمت ۳ روپے

پتہ: اسلامی بک ہاؤس، امین الدولہ پارک، لکھنؤ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ کی مقبول ترین درسی کتاب "القراءة الراشدة" اپنی اہمیت و افادیت کے لحاظ سے بجا طور پر اس کی مستحق ہے کہ وہ طلباء کے مطالعہ و غور و فکر کا موضوع بنے۔ مترجم نے بڑے شگفتہ انداز میں اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ عربی نظموں کا ترجمہ اردو اور فارسی نظموں کی شکل میں کیا گیا ہے جس سے کتاب مزید دلچسپ ہو گئی ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں ابتدائی درجات کی ان درسی کتابوں کا ترجمہ عربی طلبہ کے لئے مضر ہے وہ اصل کے بجائے ترجمہ کو پڑھیں گے۔

## وصایا (وصیت نامے): از جناب انتظار فریدی صاحب

صفحات: ۱۲۰ قیمت: دس روپے

پتہ: عرشی پبلیکیشنز ۱۲۰۵ رکاب گنج، آصف علی روڈ، نئی دہلی ۲

محترمی انتظار فریدی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ و خدمت دین کا مخصوص ذوق و جذبہ عطا کیا ہے اور وہ اپنی معذوری کے باوجود سرگرم اور متحرک رہتے ہیں اور خدمت دین و ملت کے نئے پہلوؤں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے رہتے ہیں۔

تازہ کتاب بھی ان کے جذبۂ خیر اور اخلاص کا نمونہ ہے جس میں انھوں نے مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری اور مولانا نسیم احمد صاحب فریدی کی کتابوں اور دوسرے ماخذ سے کتاب و سنت، خلفائے راشدین رض، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کے وصیت نامے جمع کر دیئے ہیں جن سے عبرت و بصیرت اور حکمت و موعظت کا بڑا سرمایہ ہاتھ آتا ہے اور علائق دنیوی سے نفرت اور اعمال آخرت سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ وصیت نامے چونکہ عمر بھر کے

(بقیہ صفحہ ۹ پر)